اول اس کو ملاحظہ کر لیجئے

(غلطنامہ)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۴	لیمہ	لیمون	۴۷	۵	[illegible]	[illegible]
۱۳	۴	پہیچے	پہنچے	۴۷	۱۱	[illegible]	[illegible]
۱۴	۱۵	ہو	ہون	۴۹	۱۵	حُب	حَب
۱۵	۴	نفح	نفخ	۵۶	۹	ملاحظہ ہو	ملاحظہ ہو تاریخ دکن جلد ۳
۱۸	۱۱	رہتا	رہتا جیسا کہ	۵۷	۱	سنڑکوں	سڑک
۲۱	۱۴	ہالکل	بالکل	۵۷	۱۲	قصب	قطب
۲۴	۵	طاؤن	طاعون	۵۹	۱۱	موافعات	موانعات
۲۵	۱۵	روما	زیادہ	۶۹	۲	خصہ	خصیہ
۲۸	۷	مقعر	مقعر جگر	۷۲	=	روبار	رویا
۲۸	۱۲	دو	ہر دو	۷۶	۱۱	امولوں	اموروں
۲۸	″	مقعر والے	مقعر والے کو	۷۷	۵	یہہ	+
۲۹	۱۴	م	کم	۷۹	۹	با	بنا
۳۱	۷	سے	لیے	۸۰	۱۴	نچوہے	چوہے
۲۳	۱۰	ع	عمر	۸۰	۱۴	انسان	انسان
۳۲	۱۶	اگر	اکثر	۸۵	۸	جالہ	حاشہ
۳۳	۱۰	بعضے	بعض	۸۶	۵	رہلیگا	رہیگا
				۸۹	۷	نکار	نگار

فیہ شفاء للناس

حقیقت الطاعون

مع

علاج المامون

مصنفہ

ممتاز الحکما فخر الاطبا جناب مولوی حکیم بشیر احمد صاحب ادام اللہ فیوضہم

کتاب ہذا میں مسائل جدیدہ و قدیمہ پر مجتہدانہ طور سے بحث کی گئی ہے اور مسائل میں بہت اضافہ بھی کیا گیا ہے یہ کتاب اپنی نوع کی پہلی اور یکتائے روزگار کتاب ہے

مطبوعہ خسرو دکن پریس افضل گنج حیدرآباد دکن

اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ

سند

معطیہ بہ حکیم بشیر احمد صاحب

۱۳۲۶ ف میں بزمانہ شیوع مرض طاعون آپ نے جس ہمدردی کے ساتھ عامہ خلایق کی مصیبت کے کم کرنے میں مدد دی سرکار عالی آپ کے ان خدمات کے متعلق اظہار خوشنودی فرماتی ہے، اور بطور اظہار قدر دانی و خوشنودی حسب الحکم ملازمان یہ سند آپ کو دیجاتی ہے فقط۔

مرقوم ۱۰ دے ۱۳۳۰ ف

شرحِ دستخط

نائب صدر اعظم

۱

تمہید

الحمد للہ والمنۃ کہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں یعنی ایک عرصہ سے جو یہ خیال تھا کہ اپنے تمام مضامین مطبوعہ وغیر مطبوعہ مرض طاعون کے متعلق ایک جگہ جمع کردوں جس کے بارہ میں احباب بھی سخت مصر تھے بفضلہ تعالی آج وہ ایک جگہ چھپکر تیار ہیں۔

چونکہ یہ مضامین ترجمہ یا تالیف کی حیثیت سے جمع نہیں کئے گئے ہیں بلکہ ذاتی تجارب کے نتایج ان کا سنگ بنیاد ہے اسلئے شاہراہ عمل میں اسلاف سے اختلاف کا ہونا ناگزیر امر تھا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں طب کا پایہ جب سے پڑا ہے اضافے اور اصلاحات ہوتے ہوئے چلے آئے ہیں جن کا نام ترقی ہے، اگر اسلاف سے وقوع اختلاف کی احتیاط برتی جاتی یعنی ان سے اختلاف نہ کیا جاتا تو اس وقت تک طب نے کوئی ترقی نہ کی ہوتی، فن طب ہمیشہ انھیں کی طرف منسوب رہے گا جو اس کے بانی ہیں، نیز اس کے اضافات ایک جزد ہونے کی وجہ سے انھیں کے کہلائینگے جو اس کے موجد ہیں، ایسی صورت میں ہمارا اختلاف بزرگان فن سے مزید اتحاد کا باعث سمجھا جائیگا۔

مجھے اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ خاص اس مرض کے متعلق

اصطلاحات اور اصطلاحات کی ضرورت اس لئے تھی کہ اکثر مولفین کو خوش نصیبی سے زمانہ طاعون کی سخت کڑیاں ہماری طرح جھیلنا نہیں پڑیں اور جن بزرگان فن نے ہماری طرح اس خوفناک نظارہ کا سامنا کیا انہیں کبھی ہماری طرح اس قدر مدید مدت تک اس مرض سے سابقہ نہیں رہا ورنہ اسی وقت اسکی الجھی ہوئی کڑیاں سلجھ گئی ہوتیں ۔

اس کتاب کی عظمت اور وقار کی نسبت صرف یہ سند کافی ہے کہ اسکی ابتدا اور انتہا اس عہد ہمایون مہد میں ہوئی جسکو **دور عثمانی** اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس دور میں جو شہنشاہ زینت بخش سریر سلطنت دکن ہیں وہ برگزیدۂ رب ذوالمنن عالی مرتبت ارسطو فطرت دارا حشمت سکندر شوکت نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع ذی جلال و باکمال خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ ہیں، جن کی نظر کیمیا اثر سے ہزاروں مفلس تونگر اور جاہل عالم بن گئے اور اُن کی حاتم صفت جود و سخا نے ہزاروں عالموں کو مصروف تالیف و تصنیف بنا دیا آج ملکی علمی پیداوار سے ملک مالا مال ہے درحقیقت ملک کی اصلی ترقی یہی ہے اسی لئے سلطان العلوم کی اس طرف [illegible] ہے ۔

علوم و فنون کی کاشت یعنی درسگاہیں قایم کرنا ترقی کا ابتدائی زینہ ہے اور مولفین و مصنفین کا وجود اس کا بام کمال ہے اور یہ سب کچھ جو اس ملک میں ہو رہا ہے وہ شہنشاہ ذی جاہ کے آفتاب اقبال کی ایک شعاع ہے ۔

بیان مقدمہ طاعون

ہنوز اس بیان کے ضبط سے کتب طبیہ معرا ہیں

واضح ہو کہ بلحاظ علاج اس مرض کی تین حالتیں ہیں۔ یعنی حالت اُولیٰ حالت ثانیہ۔ حالت ثالثہ۔

(۱) حالت اُولیٰ وہ حالت ہے جس وقت تک مرض میں اشتداد نہ ہو۔ اور کیفیت بالکل معمولی سی ہو۔ اسی حالت کو مقدمۂ مرض کہتے ہیں۔

(۲) حالت ثانیہ وہ حالت ہے جبکہ مرض اپنی عام اور مشہور علامتوں کے باعث فوراً پہچان لیا جاتا ہے۔

(۳) حالت ثالثہ وہ حالت ہے جبکہ مرض اپنی اصل حالت بدل کر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور اُس کی شناخت دشوار ہوتی ہے۔ مگر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ برپوش ⁂ من انداز قدت را می شناسم

باب اول

مقدمۂ طاعون کے بیان میں۔ باوجودیکہ اس کا بیان کرنا نہایت اہم اور ضروری تھا۔ کیونکہ مرض کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے اور اُس کے روک تھام کا بھی یہی وقت ہے۔ ایسے اہم اور ضروری بیان سے کتب یونانیہ کا معرا ہونا ایک فروگذاشت معلوم ہوتی ہے۔ نیز یہ ظاہر ہے کہ جب تک کسی کی اصل کا پتہ نہ معلوم ہو اُسوقت تک اُس کا استیصال و بیخ کنی غیر ممکن ہوتی ہے۔ لہذا یہ ضروری تھا کہ اس کی بیخ و بنیاد سے عوام کو اطلاع دیدی جائے۔ میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ جس نے مجھے ایسے امر پہ اطلاع بخشی جس کے باعث علاج میں بہت سی سہولتیں واقع ہو گئیں۔

اب میں یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ خدانخواستہ جب کسی پہ اِس کا اثر شروع ہوتا ہے تو ابتدا میں بالکل معمولی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جن کی پروا مریض تک کو مطلق نہیں ہوتی۔ بلکہ اس وقت حکیم اور ڈاکٹروں کو بھی طاعون کا شبہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان علامات اور کیفیات کو مقدمۂ طاعون سے تعبیر کیا گیا

بشارت

اگرچہ مرض کی ابتدا یہیں سے شروع ہوتی ہے مگر چونکہ اس درجہ میں اس کا

اثر پورے طور پر نہیں ہوتا اس لئے اس درجہ میں امید صحت ہوتی ہے لہذا اس درجہ میں ہرگز تردد و بے اطمینانی نہ کرنا چاہیئے۔
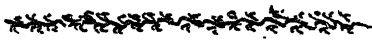
علامات مقدمۂ طاعون
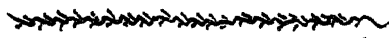
(۱) سب سے پیشتر کنپٹیوں میں درد شروع ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ ترقی کر جاتا ہے۔
(۲) اس کے بعد کنپٹیاں گرم ہونے لگتی ہیں بعض اوقات مریض کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اطراف کانوں کے آگ روشن کر رہا ہے جس کی تیزی کانوں کو لگ رہی ہے۔
(۳) اس حالت کے ۲۵ منٹ بعد سر میں گرانی اور خفیف درد ہونے لگتا ہے۔
(۴) اس کے نصف گھنٹہ بعد خفیف حرارت بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔
(۵) حرارت کے ساتھ چشم اشک آلود ہو جاتی ہیں۔
(۶) ۳۰ منٹ بعد آنکھوں میں سرخی جھلک آتی ہے۔
(۷) اب چہرہ سرخی مائل غبار دار ہو جاتا ہے یعنی باوجودیکہ چہرہ سرخ ہوتا ہے مگر چمک نہیں ہوتی ہے چمک دار چہرہ اچھا ہوتا ہے۔
(۸) کبھی مرض کی ابتداء بازوؤں پر سلسلاہٹ اور حرارت محسوس ہو کر ہوتی ہے
تنبیہ۔ علامات مقدمہ کے ساتھ اگر سرخی چشم اور دردسر ترقی کر جائے اور

حرارت بھی بڑھ جائے تو خاص مرض سمجھ لینا چاہیے۔

نوٹ۔ مقدمہ طاعون کی مدت کا اوسط ایک گھنٹہ ہے اور اس عرصہ میں مریض کی حالت ایسی نہیں ہوتی کہ مریض بستر پر پڑ جائے بلکہ بعض اپنے کاموں میں بھی مشغول پائے جاتے ہیں۔ اگر اُس وقت روک تھام نہ کی جائے تو مریض ایسے گرداب میں پھنس جاتا ہے کہ اُسکی نجات خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

واضح ہو کہ کبھی یہ مدت دو گھنٹہ بلکہ تین گھنٹہ تک طول کھینچتی ہے اور کبھی اسقدر قلیل رہجاتی ہے کہ ایک منٹ ہی میں مریض کا کام تمام ہو جاتا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کمی اور زیادتی کے موقع بیان کر دئے جائیں۔

مقدمہ طاعون کی مدت کے درازی کے موقعے

(۱) ابتدا میں یعنے ابتداء زمانہ طاعون میں مقدمہ طاعون کچھ دراز ہوتا ہے۔

(۲) اگر مریض پیشتر بھی اس مرض میں مبتلا رہ چکا ہو تو بھی مدت مقدمہ دراز ہو جاتی ہے۔

(۳) مریض کا سوداوی مزاج ہونا بھی مدت کو دراز کر دیتا ہے۔

(۴) اسباب معین طبیعت سے بھی مدت بڑھ جاتی ہے۔

(۵) ۳۵ سال سے زاید عمر والی عورتوں میں اس کا اثر آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔

مقدمہ طاعون کی مدت کے کوتاہی کے موقعے

(۱) مریض اگر کثیر الدم یعنی زیادہ خون والا جوان ہو۔

(۲) جبکہ انتہائی درجہ کی خرابی موسم میں پیدا ہو گئی ہو۔

(۳) خوف زدہ اشخاص پر بھی اس کا اثر تیزی کے ساتھ ہوتا ہے۔

نوٹ۔ جب مقدمہ کی مدت دراز ہوتی ہے تو مرض کی شدت کم ہو جاتی ہے ایسی صورت میں علاج کی مہلت بھی ممکن ہے۔ اور مریض کو نجات کی اُمید بھی زیادہ ہے۔

ہدایت۔ جو علامات مقدمۂ طاعون کی لکھی گئی ہیں وہ یا اُسی قسم کی دوسری علامتیں جو تغیر خون سے پیدا ہو سکتی ہیں زمانۂ طاعون میں پائی جائیں تو فوراً بلا انتظار کسی بڑی علامت کے طاعون کا علاج شروع کر دینا چاہئے۔ **شعر**

درختے کہ اکنوں گرفت است پائے ۔ بہ نیروی شخصے بر آید زجائے

سوال مقدمہ طاعون کی علامتیں معمولی علامتیں ہیں پس ابتدائے زمانہ میں کیونکر ان سے طاعون کا پتہ چل سکتا ہے۔

جواب۔ وبا کی خبر دہندہ علامات سے جن کا ذکر ابھی کیا جاتا ہے۔ قبل اس کے کہ علاج کا بیان شروع کیا جائے چند ضروری امور سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں۔

تعریف وبا۔ وبا اُس تغیر غیر ضروری کا نام ہے جس کا اثر خلاف صحت ایک وقت میں متعدد اشخاص پر دفعتاً ہوتا ہے (عام طور پر وبا کی معنی فساد ہوا کہے جاتے ہیں)

سوال۔ کیا وجہ ہے کہ وبا میں یکبارگی سب کے سب مبتلا نہیں ہو جاتے۔

جواب۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وباء کا اثر جسم کے کُل حصوں پر نہیں ہوا کرتا بلکہ خاص خلط

یا خاص عضو پر ہوتا ہے مثلاً بعض وباء کا اثر صرف معدہ پر اور بعض کا صرف دماغ پر اور بعض کا صرف خون پر اور بعض کا صفرا یا بلغم پر ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جملہ انسان یا حیوان پر وبا کا اثر یکساں نہیں ہوتا کیونکہ ہر انسان کے اعضاء و اخلاط دوسرے انسان سے ضرور مختلف ہوتے ہیں لہذا یہ نتیجہ ہوا کہ جب وباء معدہ ہو تو وہی مبتلا ہوں جن کے معدے اس وباء کے اثر کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں وغیرہ وغیرہ وباء طاعونی۔ خارجی اسباب کے اس تغیر غیر ضروری کا نام ہے جن کا اثر خلط دموی پر دفعتاً ہو۔ اور وہ اس کو حرکت اور جوش میں لائے۔ پھر عفونت و احتراق پیدا کر دے پس وسوی ـــــــ کہنا اس کا بلحاظ اسباب بدنی کے ہے ورنہ محرک اولی وہی اسباب ہیں جن کا تذکرہ دیگر کتب میں موجود ہے۔

وباء کی خبر دہندہ علامات

یہ وہ علامتیں ہیں جن کا تذکرہ بھی کتم عدم سے وجود میں نہیں آیا

(۱) مختلف اورام میں اکثر لوگوں کا مبتلا ہونا۔

(۲) بلاتپ قے الدم یعنی بغیر بخار کے خون کی قے آنا۔

(۳) بلاتپ رعاف یعنی نکسیر کا ٹوٹنا۔

(۴) اسہال الدم یعنی بلاتپ خون کے پاخانے آنا۔

(۵) سیلان الرحم یعنی رحم سے خون کا جاری ہونا۔

(۶) نفث الدم بلا بخار خون کا تھوک آنا۔

(۷) مقامی باشندوں میں معمولی حرارت کا ہر وقت رہنا۔

نوٹ۔ جب ان علامات کا وجود پایا جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ زمانۂ طاعون قریب ہے

طاعونی دورے یعنی اس کے پھیلنے کا طریقہ

جب اس مرض کا پھیلنا شروع ہوتا ہے تو پہلا دورہ یا حملہ بارہ گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ یعنی جس قدر مریض مبتلا ہوتے ہیں بارہ گھنٹہ کے اندر مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک ہفتہ تک کوئی جدید مریض مبتلا نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا حملہ یا دورہ شروع ہوتا ہے اور اس دورہ میں بہ نسبت پہلے کے زیادہ اشخاص مبتلا ہوتے ہیں اور اس کی اشتداد بھی بہ نسبت پہلے کے کچھ بڑھی ہوی ہوتی ہے۔ مگر مدت دورہ کم ہوتی ہے۔ یعنی بارہ گھنٹہ کے بجائے۔ نو۔ دس گھنٹہ رہجاتی ہے۔ اس کے بعد تیسرا دورہ شروع ہوتا ہے۔ جو بہ نسبت سابقہ دورہ کے سخت ہوتا ہے۔ اور مدت دورہ کم۔ یعنی سات آٹھ گھنٹہ۔ اور اس کا درمیانی وقفہ بھی کم ہوجاتا ہے۔ یعنی بجائے ایک ہفتہ کے پانچ چھ یوم رہجاتے ہیں۔ اسی طرح جسقدر مرض کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ دوروں کی درمیانی مدت کم ہوجاتی ہے اور اشتداد بڑھتی جاتی ہے۔ اور دورہ ختم ہونے کی مدت قلیل ہوجاتی ہے یہاں تک کہ جب یہ اپنی پوری شدت پہ ہوجاتا ہے تو ایک دن میں متعدد دورے

ہونے لگتے ہیں اور حملہ اس قدر سخت ہوجاتا ہے کہ صبح کا مریض شام تک اور شام کا مریض صبح تک بھی بچنے نہیں پاتا۔

نوٹ۔ اس وقت مریضوں کے زیادہ نجات نہ پانے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس پر ہر حملہ کا اثر کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے۔

طاعونی حلقہ

اس کا دور خاص ایک قطعۂ زمین تک محدود رہتا ہے جس کو اس کا حلقہ کہنا مناسب ہے کبھی یہ حلقے اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ ایک فرلانگ زمین سے زیادہ نہیں گھیرتے اور کبھی اس قدر فراخ ہوتے ہیں کہ کئی میل تک اثر کرتے ہیں نیز کبھی یہ اپنے حلقے پر یکساں اثر کرتا اور کبھی برعکس۔

اس کے حلقوں اور دوروں کی شناخت کے لئے چاہیئے قطعہ زمین کا ہر وقت علم ہوتے رہنا ضروری ہے۔

سوال۔ کیا وجہ ہے کہ طاعون کا اثر اکثر شہروں کے ایک کنارے سے شروع ہوکر دوسرے کنارہ کو نکل جاتا ہے۔ درمیان سے یا کل شہر سے ایکبارگی شروع نہیں ہوتا۔

اگر آپ غور فرمائیں گے تو کل امراض اسی طرح پھیلتے ہوئے نظر آئیں گے مگر چونکہ یہ خاص مرض ہے اس لئے اس کی رفتار پر نظر ڈالی جاتی ہے۔

تحفظ

اس کی دو قسمیں ہیں۔ تحفظ خاص۔ تحفظ عام۔ یعنی کل شہر اور ملک کیلئے حفاظت کرنا اور یہ نہایت مشکل ہے۔ اگرچہ ممکن الحصول ہے۔ قدما نے لکھا ہے کہ یہ مرض کبھی زمینی انجرات سے اور کبھی آسمانی ہوا خراب ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو عام تحفظ کے لئے ایسے تدابیر اختیار کرنا پڑیں گے جس کا اثر تمام شہر پر پڑتا ہو۔ اور یہ کام اسقدر وسیع پیمانہ پر کرنا انسانی طاقت سے بعید ہے۔ بوجہ مصاف کثیر کے تحفظ خاص جس کا تعلق ہر فرد انسان سے علیحدہ علیحدہ ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قبل از وقت (۲) بر وقت۔

تدبیر قبل از وقت۔ فصد یا مسہل حسب ضرورت لیں اور اشیاء مضر سے پرہیز کریں۔ اور موافق حال تدابیر اختیار کریں خلاصہ یہ ہے کہ طاعونی وبا سے تحفظ کے لئے خون کو اعتدال پر رکھنے والی چیزیں اور تدابیر اختیار کیجائیں خون میں گرمی زیادہ بڑھ جانے سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔ مفصل بیان آگے آتا ہے۔

حفاظت بر وقت یعنی مرض شایع ہونے کے بعد جو حفاظت کی جاتی ہے۔

(۱) درونج عقربی ہر وقت پاس رکھی جائے۔ اس کا تجربہ بارہا ہوا اس لئے یہاں پر درج کیا گیا یہی افعال و خواص اس کے ہر کتاب میں موجود ہیں۔

(۲) سرد میوے جیسے سیب۔ نبہی۔ کا کھانا۔ سرد تر کاریاں جیسے پالک و خرفہ

استعمال کرنا۔ مسور کی دال سرکہ شامل شدہ وغیرہ مفید ہے۔
(۳) اگر غذا کے ساتھ ترشی بالخصوص لیموں کی خفیف مقدار میں شامل کی جائے تو مناسب ہے۔
(۴) گوشت بلا ترشی نہ کھایا جائے۔ تو وہ بکرا کا گوشت دوسرے گوشتوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ ان پر خراب ہوا کا اثر نہیں ہوتا۔ (۵) گرم پوشاک مفید ہے۔
(۶) لوبان کی دھونی مریض کے کمرہ میں ضروری ہے مگر خفیف ہو۔ اس عمل سے مریض کے پاس رہنے والے بیماری سے محفوظ رہتے ہیں
(۷) مکان میں ہر دو وقت نیم کے پتے جلانے سے مکان کی ہوا اچھی رہتی ہے۔

پرہیز قبل از بیماری

(۱) جماع مضر ہے۔
(۲) گرم غذائیں۔ دھوپ میں پھرنا گرمی پیدا کرنے والے مشاغل ترک کر دینا چاہئے۔
(۳) کمزوری تکان پیدا کرنے والے امور سے اجتناب کرنا چاہئے۔
(۴) محرک امور یعنی جن سے اخلاط میں حرکت پیدا ہو سخت مضر ہیں۔

علاج مقدمۂ طاعون

نوٹ اس وقت نہ مفرحات کی ضرورت ہے اور نہ مقویات کی بلکہ مطفی حرارت دوا کا
استعمال کرنا چاہیئے۔ نسخہ۔ ہوالشافی عناب ولایتی ۵ دانہ۔ گل نیلوفر ۶ ماشہ۔
پوست ترنج ۳ ماشہ۔ درونج عقربی ۱ ماشہ۔ عرق گاؤزبان ۲۰ تولہ میں بھگا کر ملا لیں
۲ تولہ شربت عناب ملا کر پلائیں۔ یہ نسخہ کم از کم ۳ گھنٹہ بھگانا چاہیئے اور اس اثناء
میں یعنی ۳ گھنٹہ کے اندر ایک خوراک عرق شاہترہ ۵ تولہ عرق گاؤزبان ۵ تولہ
شربت عناب ۲ تولہ ملا کر پلا دینا چاہیئے۔ اگرچہ تین گھنٹہ نسخہ بھگانے کے واسطے
ناکافی ہیں مگر شدید ضرورت کے لحاظ سے اسی قدر وقت کافی ہے۔ تین نسخہ
علیحدہ علیحدہ بھگائے جائیں اور ہر تین گھنٹہ بعد ایک ایک نسخہ پلایا جائے تو اس طرح
تیسرا نسخہ نو گھنٹہ کے وقفہ سے مل سکیگا۔ اور ہر نسخہ جو چھانکر صاف کر لیا جائے ایک
جگہ ملا کر پھر عرق ڈالکر بھگا دیا جائے اور سب سے آخر یعنی تیسرے نسخہ کے
تین گھنٹہ بعد دیا جائے۔

اگر حرارت بڑھتی جائے تو اشیاء ذیل میں سے سب یا بعض حسب ضرورت
اضافہ کریں "شربت کیوڑہ۔ شربت آلو بخارا۔ شربت صندل"، اگر غلیان نہ
رُکے فصد کھلا ڈالیں بشرطیکہ کوئی امر مانع نہو!

انتباہ۔ اس وقت صرف غلیان کے روکنے کی کوشش کریں۔ موافق غلیان کے
یعنی جوش سے زیادہ دوائیں بھی نہ دیں۔ اور چونکہ اس وقت کمزوری
پستی بھی نہیں ہوتی اس لئے مقویات اور مفرحات کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔

پرہیز وقت مرض

غذا۔ پانی بند کردیں تشنگی کے وقت عرق گاؤزبان وغیرہ کا استعمال کریں اگر عرق نہ مل سکتا ہو۔ پانی میں چند گاؤزبان کی پتیاں ڈالکر پانی چھانکر دیں۔ پانی اگر لوہے چاندی سونے وغیرہ سے بجھالیا جائے تو مناسب ہے۔ اگر زیادہ پیاس ہو۔ آلو بخارہ ہر وقت مُنہ میں رکھیں اور پانی میں بھی ڈالیں۔ نارنگی سنگترہ میٹھا لیمو بھی مانع تشنگی اور دافع کرب ہے۔ جس قدر خواہش ہو دیا جائے۔ جب بالکل غلو ہو جاتا ہے تو صرف پانی سے تسکین نہیں ہوتی لہذا مربی سیب یا بہ کھلاکر عرقیات دیئے جائیں۔ پانی بجھا ہوا بھی دے سکتے ہیں۔ مربی انناس۔ ترنج۔ ادرک۔ آملہ بطور غذا کھلائے جا سکتے ہیں

غذا جب تک ممکن ہو نہ دیں۔ جب ضرورت ہو مسور کی دال پلائیں۔ ترکیب دال پکانے کی۔ دال مقشر ۲۰ تولہ ایک سیر پانی میں پکائیں۔ دھنیا ۱ تولہ سیاہ مرچ ۱ ماشہ۔ سرکہ ۵ ماشہ۔ نمک موافق ضرورت شامل کریں اور ایک چھٹانک اسمیں سے دیں روزانہ پانی کم کرتے جائیں۔ تاکہ دال کا حصہ بڑھتا جائے۔ اس مرض میں بھوک نہ لگنا نیک علامت ہے۔ اور بھوک شدید کا پیدا ہونا جو شدت کے ساتھ ہو۔ بد علامت ہے۔ **نوٹ**۔ گائے کا دودھ پاؤسیر سیاہ مرچ ۷ عدد خفیف جوشدیکر ۵-۵ تولہ

واضح ہو کہ اس مرض سے نجات اسقدر مشکل نہیں جسقدر کے صحت کے بعد نحیف جسم کی حفاظت ہے۔ کیونکہ اس وقت ادنی بدپرہیزی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے اور سب سے زیادہ

احتیاط غذا کے شروع کرنے کے وقت درکار ہے۔ جب تک مرض کا شبہ بھی باقی رہے غذا میں مربی سیب وغیرہ کے سوائے کوئی غذا نہ دیں۔

نوٹ مقدمہ کی حد تک پرہیز صرف ایک دن کا ہے۔ خاص مرض تک اگر نوبت آ پہنچے تو البتہ سخت پرہیز کئی روز تک ضرورت ہوتی ہے۔

بعض جگہ دیکھا گیا کہ غذا میں دودھ اور برف کا استعمال تھا اور مریضوں کو نقصان نہیں پہنچا۔ مگر جو کچھ خاکسار نے لکھا ہے وہ ان تدابیر اور علاج کا حال ہے جس سے خدا کے فضل سے فیصدی ۹۹ صحت یاب ہوتے ہیں اور سخت سے سخت مریض کے لئے بھی کارآمد ہے۔ دودھ اور سوڈا بھی بعض لوگ دیا کرتے ہیں اور کم مقدار

باب دوم

دوسرے درجہ کا بیان

جب حالت مقدمہ سے متجاوز ہو جاتی ہے یعنی ایسی نوبت پہنچ جاتی ہے کہ مریض کو دیکھکر ہر شخص مرض مشخص کر سکتا ہے۔ تو اس کو مرض کا دوسرا درجہ سمجھنا چاہئے۔ اور جس قدر کتب قدیمہ و جدیدہ کا مطالعہ کیا گیا ان سب میں مرض کی ابتدا اسی درجہ سے شروع کی گئی ہے گویا مرض کا پہلا درجہ اُن سب سے پوشیدہ رہا جس کو اس ناچیز نے مقدمۂ طاعون کے نام سے بیان کیا۔
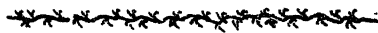
علامات مرض مذکورہ

ان علامات کا یہاں پر بیان کرنا ایک اعادہ ہے۔ یعنی یہ وہی علامات ہیں جن کا عام کتب میں تذکرہ موجود ہے۔ بلکہ عوام بھی انسے واقف ہوگئے ہیں جیسے تپ شدید۔ آنکھیں سرخ۔ بیہوشی۔ بیقراری۔ استفراغ۔ دردسر۔ تشنگی وغیرہ۔

ہدایت ۔ تپ محرقہ کا بیان نسخہ مرض میں کیا جائیگا۔ وہی طریقہ یہاں پر برتا جائیگا۔ اس لئے اس کے بیان کی تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ اسپر عام توجہ نہایت کم ہے اور بیماری کے ہلاکت کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔ اس لئے مکرر اس کے نسبت لکھنا ضروری سمجھا گیا۔ پس ان اشیاء کے سوا غذا میں آب تپ آب جو۔ آب انار۔ سنگترہ۔ کولہ۔ یا انہی کے مربے استعمال کرائے جائیں اور جب تک تپ بالکل رفع نہ ہوجائے اس وقت تک کوئی اور غذا نہ دیں بخار جانے کے بعد اراروٹ۔ سابودانہ۔ رقیق پکا کردیں۔ دودھ دینا شروع کریں۔ جب یہ ہضم ہونے لگے اور بخار میں کسی قسم کا اضافہ نہ ہو تو رفتہ رفتہ دوسرے اشیاء حسب موافق دئے جائیں۔

پانی کے معاوضہ میں عرقیات پر اکتفا مناسب ہے۔ گاؤزبان کے عرق کے سوا عرق بیدمشک عرق کیوڑہ دے سکتے ہوں تو دیں۔ ملک دکن میں کیوڑہ بیدمشک زیادہ نہیں دیا جاسکتا شدت پیاس کو فوراً تسکین دینے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند دانہ سنگترہ۔ یا کولہ۔

یا نارنگی کے وقت واحد ہیں کھلائے جائیں اس سے تشنگی انشاءاللہ فوراً دفع ہو جائیگی۔ اگر بجائے زیادہ کھانے کے ایک ایک قاش ان کی کھائی جاویگی تو صرف معمولی تسکین ہوگی۔

بحالت تفح وغیرہ عرق بادیان اور عرق کاسنی عرق مکوہ اور بغرض تلطفیہ حرارت عرق شاہترہ بھی بڑھا سکتے ہیں۔ بخار اتر جانے کے بعد عرقیات موقوف کریں۔

عرقیات کو موقوف کرنے کے وقت پانی کو بیا ہمیں سے تپتے بجھا کر دینا شروع کریں۔

طاعون کے اقسام کا بیان

واضح ہو کہ اس مرض کی بہت اقسام ہیں یہاں پر ان سب کو علحدہ علحدہ بیان کیا جاتا ہے

سب سے پہلے اس کی دو قسمیں کیجاتی ہیں

(۱) گلٹی والا طاعون (۲) بغیر گلٹی والا طاعون

بغیر گلٹی والے طاعون کی بھی دو قسمیں ہیں

(**الف**) جسمیں حقیقتاً گلٹی نہ ہو۔

(**ب**) گلٹی ہو مگر محسوس نہ ہو۔

جسمیں حقیقتاً گلٹی نہیں ہوتی اسکے بھی دو نوع ہیں

پہلی نوع وہ ہے جس میں مادہ ہی گلٹی پیدا کرنے والا نہ ہوا اور یہ کمی حدت پر دلالت کرتی ہے۔

دوسری نوع وہ ہے جس میں کسی امر مانع کی وجہ سے گلٹی برآمد نہ ہو۔
اس کے اقسام یعنی وہ مواقع جنمیں گلٹی نمودار نہیں ہوتی حسب ذیل ہیں۔
(۱) ابتدا میں فصد کا کھل جانا۔
(۲) مرض شروع ہوتے ہی کثرت سے سرد اشیاء کا استعمال میں آجانا۔
(۳) منہ سے خون کا نکلنا۔
(۴) ذات الجنب میں مریض کا مبتلا ہو جانا۔
(۵) ذات الصدر کا عارض ہونا۔
(٦) نکسیر یعنی رعاف کا آجانا۔
(۷) بمجرد ہیجان دموی کے ہیجان صفراوی کا لاحق ہو جانا۔
(۸) خون میں صفرے کی آمیزش ہو کر خون پر اُس کا غالب آجانا۔
(۹) خونکا بوجہ حدت کے صفرا میں مستحیل ہو جانا۔

نوٹ۔ اوپر کی بات قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت اعتراض کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ جالینوس نے لکھا ہے کہ جب خون میں زیادہ حدت ہو جاتی ہے تو وہ صفرا بن جاتا ہے۔

نوٹ۔ ان صفراوی اقسام میں گلٹی اس لئے نہیں بنتی کہ گلٹی مادہ صفرا سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ مادہ صفرا بثور و آبلہ پیدا کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔

(۱۰) اگر ایسے شخص پر اس مرض کا شدید حملہ ہوگا جس کی رگیں خوب پر ہیں تو بھی

گلٹی برآمد نہ ہوگی۔ کیونکہ ہیجان کی وجہ سے رگوں میں سیلان کی گنجائش باقی نہ ہوگی
جب ایسی صورت ہوگی تو گلٹی کا نمایاں ہونا محال ہوگا۔

نوٹ سیلان دم کے بالکل موقوف ہونے کی صورت میں موت واقع ہو جائیگی۔ اگر کچھ
سیلان خون باقی رہیگا تو مریض بیہوش پڑا ہوا ہوگا۔ سانس برائے نام آتی ہوگی۔ ایسے
مریض کی رگیں خصوصاً گردن کی خوب پھولی ہوئی ہوں گی۔

نوٹ فصد سے ایسے مریض کو ذرا ہوش آجاتا ہے اور بخار بھی چڑھ آتا ہے۔ اور
گلٹی بھی نمودار ہو جاتی ہے۔

بیان قسم دوم غیر حقیقی کا جس میں گلٹی موجود ہوتی ہے مگر محسوس نہیں ہوتی وجود
گلٹی کے باعث اس کا بیان گلٹی والے طاعون میں کیا جاوے گا۔

گلٹی والے طاعون کا بیان

اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) ظاہر گلٹی والا۔

(۲) باطن گلٹی والا۔

نوٹ جب یہ کسی اعضاء کے اندرونی حصہ میں جیسے رحم خصیہ معدہ وغیرہ میں
پیدا ہوتی ہے تو نظر نہیں آتی۔ مگر اپنے عوارضات کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر
کبھی بہت زیادہ بڑھ جائے تو نظر بھی آنے لگتی ہے۔ عوارضات سے مراد

یہی درد وغیرہ ہیں۔ نیز لمس سے بھی محسوس ہوتی ہے۔

گلٹی کی حقیقت

واضح ہو کہ جیسا اوپر گذرا اس مرض کا اصلی مادہ خون ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ بحالت زیادتی اور جوش مادۂ خون اندر سے باہر کی طرف قبل از بحران بھی دفع ہوتا ہے جیسا سونوخس اور مطبقہ اور حمی جدری سے ظاہر ہے۔ اور معمولی جوش میں پھوڑے پھنسی اور ورم کا ہونا دلیل ہے۔

طاعونی گلٹی بھی اسی قبیل سے ہے البتہ اس کا محرک اولی جدا ہے جس طرح چیچک حرارت کے بعد جوش کا ایک نتیجہ ہے گلٹی بھی یہی صورت رکھتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ چیچک بحرانی ہوتی ہے اور گلٹی غیر بحرانی۔ نیز چیچک کا مادہ خون مرکب صفرا ہوتا ہے اور گلٹی خالص خون سے پیدا ہوتی ہے۔ غرض کہ جب خون بسبب جوش اپنے مقام سے پھر کر دوسری جگہ جا پڑتا ہے تو اس کو سیلان کا موقع باقی نہیں رہتا جو اس کو عروق کے اندر تھا۔ نیز یہاں پر آنے کے بعد وہ اُس قدرتی حرارت سے بھی محروم رہ جاتا ہے جو عروق کے اندر اُس کو ملا کرتی تھی لہذا وہ منجمد ہو جاتا ہے۔ اسی منجمد خون کا نام گلٹی ہے۔

یہ صحیح توضیح آج تک کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہے۔

بثور طاعونی اور آبلہ

مادہ دم کے ساتھ صفرا شامل ہو کر غالب آجاتا ہے جیسا کہ قسم دوم حقیقی میں بیان ہوا تو بجائے گلٹی کے بثور پیدا کرتا ہے یا آبلہ بثور اور آبلہ کے مادہ کی کیفیت میں فرق ہے۔ آبلے نیلنجی سفید وغیرہ ہوتے ہیں اور جسم کے کسی حصہ خاص پر نکلتے ہیں مقدار میں باقلہ سے کویۂ ابریشم تک ہوتے ہیں۔ اُن کا بیان اپنے اپنے موقع پر آگیا

فرق چیچک اور بثور طاعون

جس طرح چیچک حرارت کے بعد جوش کا ایک نتیجہ ہے بثور طاؤنی بھی یہی صورت رکھتے ہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ چیچک بحرانی ہے اور یہ غیر بحرانی۔ چیچک کا خون ایک قسم کا خون کا کف اور زائد چیز ہے اس کا اخراج ضعف کا باعث نہیں ہوتا برعکس ان بثورات کے کہ ان میں اصلی خون ہوتا ہے اس لئے زیادہ ضعف کا باعث ہوتا ہے

گلٹی پیدا ہونے کے وقت کے آثار

جس وقت طاعون کا اثر ہوتا ہے تو مادہ خون اندر سے باہر کی جانب رجوع کرتا ہے جس سے لرزہ پیدا ہوتا ہے جو گلٹی برآمد ہونے کی علامت ہے اور جب مادہ دموی کی حرکت سے مادہ صفرا حرکت میں آتا ہے تو تلی پیدا کرتا ہے۔

فرق طاعونی گلٹی اور دوسری گلٹیوں میں

چونکہ گلٹیوں کی بہت سی قسمیں ہیں اس لئے ان میں سے بعض کا تذکرہ جن کو
اس طاعونی گلٹی سے زیادہ مشابہت ہے بیان کی جاتی ہیں ۔
واضح ہو کہ منجملہ ان کے پہلی گلٹی وہ ہے جو کسی رگ کے [illegible] وغیرہ کے
ہو جانے سے [illegible] رگ کی [illegible] خون [illegible] کے باعث پیدا ہوتی ہیں ۔
دوسری وہ جو موسم کی تبدیلی کے وقت اطفال وغیرہ کو اکثر [illegible] ہو جایا کرتی ہے جس کو [illegible] ورم
مغابن کہتے ہیں ۔ ان میں ورم زیادہ تو ہوتا ہے مگر درد کی شدت نہیں ہوتی بخار بھی کچھ زیادہ نہیں
ہوتا اور مقام پیدائش بھی ان گلٹیوں کے طاعونی گلٹی سے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں یعنی ران کی
جڑ میں اور بغل کے درمیان میں نہیں گوشت سے نیچے ہی ہوتی ہیں برعکس طاعونی گلٹی
تیسری قسم وہ ہے جو امراض خبائث کی وجہ سے پیدا ہو جایا کرتی ہے پہلی قسم میں زخم
وغیرہ کا مقدم ہونا ضروری ہے **دوسری** قسم میں بخار کا ہونا ضروری نہیں ۔ اگر ہوتا ہے
تو معمولی ہوتا ہے اور دوسری کوئی علامت شدید مثل **طاعون** کے نہیں ہوتی اور یہ ورم
بتدریج بڑھتا ہے ۔ اور بہ نسبت **طاعونی گلٹی** کے اکثر بزرگ ہوتا ہے **تیسری قسم** میں
امراض خبیثہ کا ہونا اور اثرات **طاعون** کا نہ ہونا لازمی ہے ۔ برعکس ان تمام گلٹیوں کے
طاعونی گلٹی دفعتاً نمودار ہوتی ہے سوزش اور درد میں سب سے زیادہ ہوتی ہے
[illegible] نہیں ہوتا ۔ اگر کبھی نمودار ہونے کے بعد سستی بھی ہے تو اس وقت بھی

دفعتاً ہوتا ہے یعنی ایک مقدار [illegible] دوسری مقدار کو یکایک پہنچ جاتی ہے۔ اور جس جگہ ہوتی ہے
اس مقام کو خوب دباتی ہے۔ نکالتے وقت مریض کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھالا چبھتا ہے
اور اس کے نکالنے کے بعد عضو کی حرکت محسوس ہوتا ہے۔ اگر یہ گلٹی ہونے والی ہے تو قبل
بیرون نکلنے کے [illegible] محسوس ہوگا کہ کوئی بھالا چبھ رہا ہے اور نکلنے کے بعد بھی درد کی شدت رہتی
ہے۔ برعکس دیگر شیشوں کے کہ ان میں یہ بات نہیں ہوتی۔
معلوم ہو کہ باعتبار رنگ و مقدار وغیرہ کے ان کی دس قسمیں ہیں اور ان کو علحدہ علحدہ
دس شعبوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

شعبہ اول باعتبار رنگ

گلٹی جسم کے رنگ کی ہوتی ہے سرخ سیاہ۔ زرد رنگ جو اس کے مشہور ہیں
یہ ہرگز ان رنگوں کی نہیں ہوتی۔ ہاں یہ بات دوسری ہے کہ جسم کے رنگ سے خفیف سرخی
مائل ہو مگر یہ جھلک اسقدر خفیف ہوتی ہے کہ ہرگز اس کو خاص رنگ کی طرف منسوب نہیں
کر سکتے۔ جو رنگ کہ بوجہ استعمال ادویہ کے تبدیل ہو جایا کرتا ہے وہ قابل اعتبار نہیں۔

رنگ کے متعلق فیصلہ

واضح ہو کہ گلٹی کا رنگ بالکل سرخ یا زرد یا سیاہ ہونا ہی غیر ممکن ہے کیونکہ اگر گلٹی زرد رنگ
کی فرض کیجائے تو اس کا باعث مادہ صفرا ہونا چاہئے مگر ظاہر ہے کہ مادہ صفرا اس قدر

غلیظ نہیں ہوسکتا کہ گلٹی کا باعث ہوسکے۔ اور جب صفرا میں اس قدر غلظت کا ہونا ثابت کیا جائیگا تو اس میں زیادہ حرارت کا ہونا لازم آئے گا اور جب اس قدر زیادہ حرارت ہوجائے گی تو رنگ باقی نہ رہے گا۔ اگر مادہ صفرا میں خون شامل ہوکر اس کا باعث خیال کیا جائے تو بھی گلٹی زرد نہیں ہوسکتی جیسا کہ سرخ رنگ کے ساتھ زرد رنگ کی آمیزش سے روشن ہے نیز اس صورت میں خون رقیق ہوکر بثور سطائی کا باعث ہوسکتا ہے گلٹی کا باعث نہیں ہوسکتا۔ پس کیونکر تسلیم کیا جائے کہ گلٹی کا رنگ زرد ہوسکتا ہے اسی طرح آپ دیگر الوان کی نسبت بھی قیاس کرسکتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ گلٹی جسم ہی کے رنگ کی ہوتی ہے مگر کتابوں میں گلٹی کے جو مختلف رنگ بیان کئے گئے ہیں وہ بثور یا آبلہ کے ہیں جو بیشک بالکل سفید یا سرخ یا سیاہ رنگ کے پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ

(۱) بثور سرخ رنگ کے

(۲) آبلہ سفید رنگ کے یا

(۳) " نیلگی رنگ کے ہوتے ہیں۔

نوٹ۔ بثور بعد کو سیاہ بھی ہوجاتے ہیں۔

شعبۂ دوم باعتبار زمانہ

گلٹی ابتدا میں نکلتی ہے اور کبھی تزاید میں نکل آتی ہے مگر انحطاط میں کبھی نہیں

نکلی ۔ اگر ابتدا میں نکل آئے تو نہایت محمود ہے ۔
زیادتی مادہ کی صورت میں اس کا تزاید میں نکلنا بہتر ہوتا ہے بہ نسبت ابتدا کے
اور اگر ابتدا میں بھی متعدد نکل آویں تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ نہایت بہتر ہے زیادتی
مادہ کی صورت میں ابتدا میں نکلنے سے تزاید میں اُس کا بدستور زور قائم رہتا ہے اسلئے
زیادتی مادہ کی حالت میں ابتدا میں نکلنا زیادہ مفید ہے ۔

شعبۂ سوم بلحاظ عمر

اس بارہ میں میرا تجربہ حسب ذیل ہے اور اسمیں کسی طبیب کو اختلاف بھی نہیں ہو سکتا کہ
(۱) سب سے زیادہ پندرہ سال سے پچیس سال کے مرد مبتلا ہوتے ہیں ۔
(۲) پانچ سال سے ۳۰ سال تک اس کا زیادہ خطر ہے ۔
(۳) زائد پچاس سال کے اشخاص بہت کم مبتلا ہوتے ہیں۔
یہ تجربہ میرے اُس جملہ کی تائید کرتا ہے جو میں نے اس مرض کی تعریف میں لکھا ہے [علہ]

شعبۂ چہارم بلحاظ مزاج

دموی مزاج والوں کو یہ مرض سب سے زیادہ اور سوداوی مزاج والوں کو سب سے

علہ وباطاعونی خارجی اسباب کے اُس تغیر غیر ضروری کا نام ہے۔ جس کا اثر خلط دموی پر دفعتاً پڑتا ہے اور اس کو حرارت اور جوش میں لاتا ہے۔ عفونت و احتراق پیدا کرتا ہے۔

سم لاحق ہوتا ہے مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ کمزور اور بیمار اشخاص اس مرض سے محفوظ رہتے ہیں۔ جو اس مرض کے دموی ہونے کی دلیل ہے۔

تشخیص باعتبار مقدار

بہ نسبت چھوٹی گلٹی کے بڑی گلٹی میں کم خطرہ ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ اگر مغایرت مادہ کی وجہ سے گلٹیاں بڑی چھوٹی ہیں تو چھوٹی کا مادہ حار ہونا لازم ہے۔ لہذا بہ نسبت اپنے غیر کے خطرناک ہوگی اور اگر مادہ واحد ہوگا تو بھی چھوٹی کا ہونا اسلئے خطرناک ہے کہ اگر بڑی ہوتی تو مادہ باعتبار اندر سے باہر کی جانب زیادہ کھنچ آتا جو ہر صورت میں بہتر ہوتا یعنی گلٹی پیدا ہونے کی جسقدر شقیں ہیں ان کے لحاظ سے بڑی گلٹی بہ نسبت چھوٹی کے کم خطر ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام اشکال کو بیان کردیا جائے تاکہ اوپر کا بیان ثابت ہوسکے

(۱) قدیم خیال کے مطابق گلٹی کے اسباب

اعضائے رئیسہ سمی مادہ کو اپنے اوپر سے اطراف میں پھینکتے ہیں وہی مادہ گلٹی ہے

(۲) شکل دوسری طبیعت مادہ کو دفع کرتی ہے۔

(۳) شکل تیسری جو اس رسالہ میں بیان ہوچکی کہ خون جوش کھا کر اس طرف پھر کر آجاتا ہے اور جم کر گلٹی کی شکل بن جاتا ہے۔

اسمیں خواہ کوئی شکل تسلیم کی جائے بڑی گلٹی کی افضلیت اس طرح ثابت ہے کہ

ان صورتوں میں زیادہ مادہ کا باہر آنا مفید ہے اور ظاہر ہے کہ زیادہ مادہ سے بڑی گلٹی بنے گی۔

نوٹ حلق کی گلٹی چونکہ بڑی ہونے کے باعث سانس روکتی ہے اور سانس رکنے کے باعث مریض ہلاک ہو سکتا ہے مگر یہ ایک عارضی سبب ہے ورنہ حلق کی گلٹی درحقیقت مہلک نہیں۔

شعبہ ششم باعتبار تعداد

متعدد گلٹیوں کا ہونا محمود ہے۔ بوجہ منتشر ہو کر کمزور اور باہر آجانے مادہ کے خواہ یکبارگی برآمد ہوں یا بدفعات بشرطیکہ ایک تپ یعنی ایک بخار میں برامد ہوں۔ ایک عورت کو تمام جسم پر گلٹیاں نکلیں اور وہ صحت یاب ہوی۔

نوٹ اگر ہر گلٹی کے ساتھ تپ میں زیادتی ہو گی تو اسبات کی دلیل ہو گی کہ مرض کے دوروں کا اثر بار بار مریض پر ہو رہا ہے جو کسی حال میں اچھا نہیں ہے اور اسی طرح اگر پہلی گلٹی زمانہ ابتدا میں برآمد ہو اور دوسرے زمانہ تزاید میں کسی خطرناک جگہ پر تو ایسی گلٹی کو بھی خطرہ سے خالی نہیں سمجھنا چاہئے۔

شعبہ ہفتم باعتبار وجع

گلٹی میں جس قدر زیادہ درد ہو گا اسی قدر خطرناک ہو گی خصیہ کی گلٹی میں سب سے

زیادہ درد ہوتا ہے۔ اس سے کم ٹخنہ کی گلٹی ہیں اس کے بعد گردن والی ہیں جو خاص صیفی (یعنی نخاع) پر ہو۔ ان کے علاوہ جس قدر ہیں ان ہیں حسب کیفیت و کمیت مادہ درد میں کمی و زیادتی ہوتی ہے۔

ششم بلحاظ مقام جسم

اطبا اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے زیادہ خطرناک گلٹی بائیں بغل کی ہوتی۔ اور وجہ اس خطرہ کی یہ بیان کرتے ہیں کہ قلب اسی طرف واقع ہوا ہے بادی النظر میں یہ دلیل صحیح معلوم ہوتی ہے۔ مگر درحقیقت خلاف ہے صحیح یہ ہے سیدھی ران کی گلٹی سب سے زیادہ پرخطر ہے۔

بائیں بغل کی گلٹی کے پرخطر ہونے کے اسباب و دلائل

دلیل اول (اس امر کا موئید تجربہ اور مشاہدہ ہے اس کے علاوہ اگر اسکی حقیقت پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس گلٹی کو محض اس وجہ سے پُرخطر قرار دیا ہے کہ بائیں بغل کی گلٹی میں مادہ کا قلب کی طرف پلٹ جانے کا اندیشہ ہے مگر یہ خطرہ تو ہر گلٹی کے ساتھ ہے خواہ پیر میں گلٹی کیوں نہ ہوے۔

دلیل دوم۔ اس گلٹی کے خطرناک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت مادہ خود حرکت میں تھا قلب نے اپنے اوپر نہ آنے دیا۔ اب جبکہ سکون ہے اندیشہ کی

کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی جبکہ قلب سے مادہ کو دور کرنے اور قلب کو قوت دینے والی تدابیر بھی اختیار کی جا رہی ہوں یعنی علاج ہو رہا ہو۔

دلیل سوم۔ واضح ہو کہ مرض سے نجات جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ طبیعت دفع مرض کی طرف متوجہ ہو اور ادویہ زود اثر موافق بہم پہونچیں۔ امراض قلب میں یہ دونوں باتیں میسر ہیں یعنی توجہ طبیعت بدرجہ اتم حاصل ہے۔ اور دوائیں زود اثر بھی بآسانی بہم پہنچ سکتی ہیں۔ اس لئے حکیم علی الاطلاق نے قدرت کاملہ سے پیشتر ہی اس کا انتظام فرما دیا ہے۔ یعنی امراض قلب کے دفع کے لئے زود اثر دوائیں پیشتر ہی سے مہیا کر دی ہیں جیسا اللہ نے قلب کو اشرف ترین عضو پیدا کیا ہے ویسے ہی بہترین دوائیں اس کے لئے پیدا کی ہیں۔ پس اگر بعض وجوہ سے قلب کی گانٹھ خطرناک مان بھی لی جائے تو موجودہ اسباب کی وجہ سے خطرہ باقی نہیں رہتا۔

دلیل چہارم جگر منبع خون ہے اور قلب ایک حوض کی حیثیت رکھتا ہے جہاں خون تمام جسم میں جانے اور صاف ہونے کی غرض سے آکر ٹھیر جاتا ہے لہذا جگر اور قلب ہی کی گلٹیاں خطرناک ہونا چاہیے۔ مگر ان دونوں میں جگر کی گلٹی کا درجہ بڑھا ہوا ہے آپ اس ترجیح کو قیاسی ترجیح نہ خیال فرمائیں کیونکہ دیرینہ تجربہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہونچایا ہے۔ بلکہ اگر میری تحریر میرے مقصد کے ثابت کرنے میں قاصر رہی ہو تو بھی آپ اسپر یقین فرمائیں۔

نوٹ۔ اس تحریر سے میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ قلب کی گلٹی بے خطر ہے

بلکہ یہاں پر سیدھی ران اور بائیں بغل کی گلٹی کا آپس میں مقابلہ کیا گیا ہے۔

بائیں بغل کی گلٹی۔ اگر بغل میں بازو کی طرف ہو تو خطرناک نہیں۔ اگر جسم کی جانب ہو تو زیادہ خطرناک ہے اور درمیان والی اوسط درجہ میں ہے اور یہی دونو قلب سے متعلق ہیں۔ ان دونوں میں درد شدید ہوتا ہے۔

سیدھی ران کی گلٹی۔ اگر یہ بالکل جوڑ پر ہو تو شدید نہیں ہوتی لیکن اگر جوڑ سے کچھ نیچے ہو تو پرخطر ہے۔ اور جگر کی گلٹی سے یہی گلٹی مراد ہے اور قلب والی گلٹی کا اسی سے مقابلہ کیا گیا ہے اور یہ اس وقت نمودار ہوتی ہے جب مادہ متاثرہ مقعر جگر کی طرف ہو۔

واضح ہو کہ یہی بدترین گلٹی ہے بوجہ جگر کے قرب کے۔ کیونکہ جگر خون کا منبع ہے، اور مرض دموی ہے۔

سیدھی بغل کی گلٹی۔ جب مادہ کا تعلق جگر کے محدب سے ہوتا ہے اس وقت یہ برآمد ہوتی ہے اگرچہ دونو جگر سے تعلق رکھتی ہیں مگر مقعر والی کو اس لئے ترجیح دی گئی ہے کہ مقعر جگر خاص الخاص منبع خون ہے

شکم کی گلٹی۔ یہ نگاہ سے محسوس نہیں ہوتی۔ اس کا درد قولنج کے مشابہ ہوتا ہے

نوٹ۔ چونکہ شکم ایک ایسا مقام ہے جہاں درد کی شکایت واقع ہوا کرتی ہے اس لئے ایام وبا میں تحقیق کے ساتھ علاج کرنا چاہیئے درحقیقت اس کے درد میں فرق ہوتا ہے اور عوارضات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مگر مریض شناخت نہیں کر سکتا۔

اس میں تپ شدید نہیں ہوتی اس کا درد ایک جگہ پر ہوتا ہے مگر اس کا اثر دور تک
پھیلنے سے قولنج کا شبہ گزرتا ہے۔ کبھی خفیف متلی بھی ہوتی ہے بہت بڑا فرق
یا شناخت اس کی یہ ہے کہ اس میں تپ ہونے کے علاوہ اس مقام کی گلٹی کے
درد کی شدت قولنج کے برابر نہیں ہوتی۔ موسم یعنی دورۂ طاعون بھی اس کا بہت
بڑا گواہ ہوتا ہے۔ برعکس قولنج کے اس میں تپ نہیں ہوتی درد شدید ہوتا ہے۔
اگرچہ عام طور سے گلٹی کا درد قولنج سے کم نہیں ہوتا مگر شکم کی گلٹی میں درد طبعاً کم ہوتا ہے
بائیں ران کی گلٹی۔ یہ کبھی خطرناک نہیں ہوتی اور یہ زیادہ تر مستورات کو ہوا کرتی ہے
قفا کی گلٹی۔ جو نخاع پر ہوتی ہے۔ باعتبار درد اس کا تیسرا درجہ ہے اور اکثر مہلک ہے
خصیہ کی گلٹی۔ شعبۂ ہفتم میں لکھا جا چکا ہے کہ درد کے اعتبار کرتے ہوئے اس کا
درجہ سب سے اول ہے اور اس میں ورم بھی علاوہ گلٹی کے بہت جلد آتا ہے
اور اس میں موت کا باعث درد ہی ہوتا ہے۔ غشی جلد جلد طاری ہوتی رہتی ہے
حلق اور بیخ زبان کی گلٹی۔ اگر ان میں اس قدر ورم ہو جائے کہ سانس کا آنا
جانا بند ہو جائے تو مہلک ہے بیخ زبان کی گلٹی میں اگر قرحہ پڑ جاتا ہے تو زخم بھی
کم اچھا ہوتا ہے اور آخر میں منتقل برتی ہو کر مریض چھ ماہ کے اندر فوت ہو جاتا ہے
پس گوش کی گلٹی۔ یہ بچوں کو زیادہ نکلتی ہے اور جس قدر اوپر کی جانب ہوتی
ہے اسی قدر خطرناک ہے اس کا زیادہ خطرناک مقام سوراخ گوش کے محاذی یا
مقابل عظم حجری کے کنارہ پر ہوتا ہے اور اکثر بثوری شکل میں سخت سوزش کے ساتھ نمودار ہوتی ہے

مثانہ اور رحم کی گلٹی۔ ان کی گلٹیاں بھی مثل تشکم کی گلٹی کے دکھلائی نہیں دیتی ہیں مگر جب یہ کچھ اوپر کی جانب کو ہوتی ہیں تو چھونے سے محسوس ہوسکتی ہیں انکی شناخت درد کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ بہ نسبت مثانہ کے رحم کی گلٹی میں زیادہ درد ہوتا ہے۔ ان دونوں میں حبس بول عارض ہوتا ہے بشرطیکہ وہ راستہ کو خود بند کردے یا بند کرنے کا باعث ہو۔ ان گلٹیوں کے ساتھ حبس بول ہونا پیغام اجل ہے سلائی سے فائدہ نہیں ہوتا بجائے پیشاب کے سلائی سے خون آجاتا ہے۔
ہاتھ کی گلٹی۔ جو موضع فصد کے قریب یعنی قدرے نیچے ہوتی ہے مہلک ہے
سرین کی گلٹی۔ برابر حنظل کے ہوا کرتی ہے۔ اس میں بہ نسبت دوسری گلٹیوں کے تپ شدید نہیں ہوتی۔ درد بھی کم ہوتا ہے مگر تحلیل دیر میں ہوتی ہے۔
ٹخنہ کی گلٹی۔ اس گلٹی میں درد نہایت شدید ہوا کرتا ہے اور اطراف ٹخنہ کے بھی ورم ہو جایا کرتا ہے۔ خدا سب کو پناہ میں رکھے مریض سخت بے چین ہوتا ہے۔
آنکھ کے اندر کی گلٹی۔ یہ طولانی ہوتی ہے مثل چھوٹے چاول کے۔ درد شدید نہیں ہوتا۔ صرف ایک مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور تین ماہ علاج کرنے کے بعد صحت ہوی یعنی گلٹی تحلیل ہوی۔ صرف مروارید محلول مثل سرمہ کے لگانے سے
نوٹ۔ سب سے زیادہ گلٹیوں کے نکلنے کے مقام کنج ران بغل اور پس گوش ہیں ورنہ ہر جگہ نکل سکتی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ ایک عورت کو میں نے دیکھا کہ اس کے سارے جسم پر یعنی سر سے لیکر قدم تک گلٹیاں تھیں۔ پس گوش بغل و کنج ران پر

بڑی بڑی۔ باقی مقامات پر مختلف یعنی بیر و مٹر کے برابر۔ اسی عورت کو آنکھ میں گلٹی نکلی تھی۔ جو علاج سے تحلیل ہو گئی۔

شعبۂ نہم باعتبار مضاعفت وغیر مضاعف

بعض وقت گلٹی کے نیچے ایک اور گلٹی برآمد ہوتی ہے۔ یہ سخت تکلیف دہ اور خطرناک ہے اس کی شناخت گلٹی کے درد میں کمی ہو کر زیادہ ہونے نیز دیگر تکالیف کے عود کرانے سے ہو سکتی ہے۔ یہ بعد والی گلٹی اگر پہلی گلٹی سے بڑی ہوئی ہے تو فوراً معلوم ہو سکتی ہے اور اگر معاملہ برعکس ہوتا ہے تو چھوٹے سے تشخیص نہیں ہو سکتی اگرچہ یہ قسم بھی شعبۂ ششم میں داخل ہو سکتی تھی مگر بوجہ خصوصیت کے علٰحدہ لکھی گئی

شعبۂ دہم باعتبار ملک

اس بیان میں مجھے صرف اُس خیال کی تردید کرنا مقصود ہے جو ابتدا میں جہلا کے اندر پیدا ہوا تھا۔ کہ انگریزوں پر طاعون کا اثر کیوں نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی اور بھی بے بنیاد اضافہ تھے۔

واضح ہو کہ پیشتر تو یہ بات ہی قابل یقین نہیں کہ کوئی انگریز ہندوستان میں مبتلا ہی نہ ہوا ہو۔ ہاں یہ بالکل درست ہے کہ یہ اپنی تعداد کے لحاظ سے کم بلکہ بہت ہی کم مبتلا ہوئے ہوں۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیئے بھی تھا۔ بعض لوگ اُن کے مبتلا

نہ ہونے کے باعث ان میں زیادہ صفائی کا ہونا خیال کرتے ہیں مگر حقیقی بات
یہ ہے کہ ایک ملک کی وباء دوسرے ملک والوں کے لئے وہی اثر نہیں رکھتی
کسی کا اثر کم ہوتا ہے کسی کا زیادہ۔ اس وبا کا اثر ان پر طبعاً کم ہونا چاہئے کیونکہ
جب یہ اپنے سرد ملک کو چھوڑ کر اس گرم ملک میں آتے ہیں تو تبدیل غذا اور آب و
ہوا سے تولید خون ان میں کم ہونے لگتی ہے اور خون کی کیفیت میں بھی تغیر
آجاتا ہے جوان کے واسطے فصد کا کام دیتا ہے۔

پس چونکہ یہ مرض دموی ہے اس لئے اس کا حملہ ان پہ نہیں ہونے پاتا
اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے جس کو سب جانتے ہیں کہ مرض قدرتاً
سب سے زیادہ حبشیوں کو اس کے بعد ہندیوں کو اور اسی نسبت سے
بمدارج سب سے کم انگریزوں کو لاحق ہوتا ہے یہ تفصیل طب کی کتابوں میں بھی
موجود ہے۔ پس بوجوہ بالا بخوبی ثابت ہوا کہ جہلا کا خیال اس بارہ میں
بالکل بے بنیاد تھا

شعبہ یازدہم باعتبار جنس

یعنی باعتبار مرد و زن واضح ہو کہ گلٹی جوانوں کو اکثر سیدھے ران
میں عورتوں کو بائیں ران میں اور بچوں کو پس گوش نمودار ہوتی ہے۔
نوٹ۔ عورتوں کو اس مرض میں اگر خون جاری ہوتا ہے اور اس مرض

سے عورتوں کو زیادہ نجات حاصل ہوتی ہے۔

طاعونی بثور یا آبلہ

اگرچہ ان کا بیان ضمناً آچکا ہے تاہم علحدہ بیان ہونا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے واضح ہو کہ آبلے رنگ میں سفید یا بسنجی ہوتے ہیں اور جسم کے اعلیٰ حصہ میں سے ایک جگہ متعدد نکل پڑتے ہیں سفید اکثر باقلے کے برابر اور سیاہ کوئیہ ابریشم کی برابر ہوتے ہیں۔ جس طرح آگ سے جل کر چھالے پڑتے ہیں یہ چھالے بھی ان ہی کے مشابہ ہوتے ہیں۔ کبھی یہ سب مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ جو روپیہ کے برابر قطر میں ایک معلوم ہونے لگتے ہیں۔ مگر سیاہ رنگ والے طولانی پائے جاتے ہیں۔ مگر بثور جو سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور کان کے پیچھے نکلتی ہے صرف ایک ہوتی ہے۔ اور بعض وقت سیاہ ہو جاتی ہے بعض وقت تمام جسم پر بھی بثور مع سوزش نمودار ہو جاتے ہیں اگرچہ ان کا مادہ بھی یہی ہوتا ہے مگر تمام جسم پر منتشر ہونے اور مادہ کے باہر آجانے کے باعث چنداں خوف ان میں نہیں ہوتا۔ طب کی کتابوں میں جو گلٹی کو رنگین بتلایا گیا ہے وہ بھی آبلے یا بثور ہو سکتے ہیں گلٹی رنگین نہیں ہو سکتی اور انکے مادہ کی بحث گلٹی کے مادہ میں ہو چکی ہے

تحقیق مسئلہ حمیٰ و گلٹی

واضح ہو کہ اس وبائی تپ میں جو نکہ گلٹی ہوتی ہے اور وہ بھی بجائے خود تکلیف دہ ہے

اس لئے اس تپ کا نام گلٹی کے نام سے مشہور ہو گیا ہے ورنہ تپ ہی اصل ہے اور گلٹی عرض تپ ہی خطرناک ہے اور تپ ہی لازمی۔ تپ کا ہونا گلٹی سے پہلے ثابت ہے اور آخر تک قایم رہتی ہے۔ گلٹی بعد کو نکلتی ہے اور جلد دفع ہو جاتی ہے اور جو گلٹی تپ کے بعد قایم رہ جاتی ہے اس کی حقیقت ظاہر ہے اور اسی طرح جو گلٹی بلا تپ نکلتی ہے اُس کی حالت بھی روشن۔ یعنی ان ہر دو میں مطلق خطرہ نہیں۔ برعکس بخار طاعونی کے۔ وہ کسی حالت میں خطرہ سے خالی نہیں۔ اگرچہ بلا دلیل ہم یہ بات ماننے کیلئے بھی تیار نہیں کہ بخار کے قبل گلٹی برآمد ہوتی ہو تاہم اگر کبھی گلٹی بخار سے قبل برآمد ہو بھی جائے تو بخار کو گلٹی سے مقدم بتانے میں کوئی تعرض پیدا نہیں کر سکتی۔ اور اس امر کا ثبوت کہ گلٹی بخار سے قبل نمودار ہوئی غیر ممکن سمجھتے ہیں کیونکہ حالت تندرستی میں ایک کثیر جماعت کا کسی ڈاکٹر یا حکیم کو کچھ منٹ گلٹی برآمد ہونے سے پہلے معائنہ کرنا غیر ممکن سا ہے اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ بخار سے قبل گلٹی برآمد ہو جاتی ہے تو بھی بحکم الشاذ کالمعدوم ایک دو کو ایسا ہونا دلیل نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح وہ چیچک جو بخار سے پہلے برآمد ہو جاتی ہے اور چیچک کے عام قاعدہ (یعنی بخار کے بعد برآمد ہونے) سے مستثنیٰ ہے یہ قسم بھی مستثنیٰ سمجھی جائیگی ورنہ یہ لازم آئے گا کہ چیچک جوش خون کا نتیجہ نہیں ہے مگر اس کو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا۔ لہذا گلٹی کا عام طور پر بخار کے بعد ہی برآمد ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے

ایک شبہ یہاں پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ آیا ممکن ہے کہ تپ اس مرض کی۔

ایک علامت ہو اور گلٹی مرض پس اس کے لئے ضروری ہوا کہ اول علامات
کے اقسام پر نظر ڈالی جائے۔
معلوم ہو کہ علامت کے چند اقسام ہیں منجملہ ان کے ایک قسم مقدمہ کے نام سے
موسوم ہے جیسے نزول الماء کا مقدمہ تخیلات استسقاء کا سوالقینہ فالج کا اختلاج عضو
دوسری قسم علامت کی وہ ہے جس سے مرض اپنے انواع سے جدا ہوتا ہے۔
مثلاً قے صفراوی کا تپ کے اندر آنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ صفراوی تپ ہے
تیسری قسم وہ ہے جو نفس مرض کے متعلق اچھے یا برے کی خبر دیتی ہے۔ جیسے
سرسام میں اشک کا آنا بد علامت اور امراض دماغی میں نکسیر کا پھوٹنا نیک
علامت ہے۔ اسی طرح ہیضہ میں نیند کا آنا محمود سمجھا جاتا ہے چوتھی قسم وہ ہے
جو مرض کے منتقل ہونے کی خبر دیتی ہے۔ مثلاً اگر حمی تین روز تک نہ اترے اور
نہ اس کے اترنے کی کوئی علامت پائی جاوے اور حرارت یکساں حالت پر قائم
رہے یعنی زیادتی نہ پائی جاوے لیکن حمی یوم کی نسبت کرتے ہوئے خشکی بڑھ جائے
اور چہرہ زردی مائل نظر آنے لگے تو یہ علامت حمی دق کی طرف منتقل ہونے کی خبر
دیتی ہیں۔ ان کے علاوہ بعض اقسام علامات اور ہیں جن کا بیان کرنا بلاضرورت
معلوم ہوتا ہے جس طرح یہاں پر تیسرے اور چوتھے قسم کو بلاضرورت بیان کیا گیا۔

اب پہلی اور دوسری کا حال ملاحظہ کیجئے۔
پہلی قسم .... یہ ایک حادث ہونے والے وجود کی خبر دیتی ہے۔ اور

اور دوسری ایک حادث شدہ وجود کی نسبت کچھ بیان کرتی ہے۔ پہلی قسم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اصل مرض سے سبک ہو۔ اور جب ہو مقدم ہو۔ اگر ان علامات کے بعد اصل مرض نہ حادث ہو تو مریض اصل مرض کے نتائج سے محفوظ رہے۔ مگر یہاں پر تمام باتیں اس کے برعکس ہیں۔ مثلاً بخار آتے ہی بہت سے مریض مر جاتے ہیں حالانکہ ان کو گلٹی یعنی اصل مرض ہونے کے بعد مرنا چاہیے تھا۔ اسی طرح یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کبھی گلٹی نکل آنیکے بعد بخار چڑھ آتا ہے حالانکہ نشانی مقدم ہونے کے لحاظ سے اب بخار کی ضرورت نہ تھی؛

غرضکہ جو باتیں مقدمۂ مرض کے لئے مخصوص ہیں وہ تمام باتیں اس تپ میں نہیں پائی جاتیں لہذا کسی طرح یہ بخار گلٹی کی علامت مقدمہ نہیں ہو سکتی۔ اب رہی دوسری قسم اس کا وجود تابع ہے اصل مرض کے۔ یعنی حالت بخار میں قے صفراوی آوے گی تو یہی تپ صفراوی کی علامت ہو گی اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ گلٹی کی موجودگی میں بخار نشانی مانی جائے طاعون کی۔ مگر واقعہ برعکس ہے یعنی بخار کی موجودگی میں گلٹی برآمد ہوتی ہے۔ لہذا گلٹی ایک علامت ہوئی واسطے شناخت اس بخار کے اور یہی ہمارا مقصد تھا۔ ایک اور عام مثال ہم پاتے ہیں جو اس کے فیصلہ کے لئے کافی دلیل ہے یعنی تپ دموی میں اورام یا ثبور کا ہونا جیسے مطبقہ میں ورم لوزتین وغیرہ ہو جایا کرتا ہے جو تپ دموی کی علامت ہے نہ کہ بخار ہونا اس اورام کی علامت ہے۔

ایک اور دلیل اس بات کی کہ گلٹی اصل مرض نہیں ہے۔ یہ ہے کہ اگر گلٹی اصل مرض تھا تو ان گلٹیوں کا متعدد برآمد ہونا شدت اور سخت نقصان کا باعث ہوتا مگر معاملہ برعکس ہے یعنی متعدد گلٹیوں کا نکل آنا باعث صحت ہے۔ اور ہر حال میں محمود خیال کیا جاتا ہے۔ مزید براں بخار کا دوبارہ آنا پیغام اجل ہے۔ ان وجوہات اور دلایل کی بنا پر اُمید ہے کہ کسی کو اس بات کے تسلیم کرنے میں انکار نہ ہوگا کہ بخار اصل مرض اور گلٹی اُس کا عرض ہے۔

عوارضات

جو گلٹی نہ ہونے کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں

(۱) ذات الصدر (۲) ذات الجنب (۳) سوء تنفس (۴) رعاف (۵) قی الدم (۶) اسہال الدم (۷) اسہال صفراوی (۸) درد عرق یعنی پسینہ (۹) ہتھی (۱۰) ادرار حیض مستورات میں (۱۱) قبض۔

رعاف اور ہتھی محمود علامتیں ہیں علیٰ ہذا القیاس قبض معمولی

عوارضات

جو گلٹی کے ہمراہ لاحق ہوتی ہیں

سرسام۔ توحش۔ عطش۔ گرسنگی۔ خفقان۔ غشی۔ ورد شر۔ حبس بول وغیرہ

باب سوم در معالجات

پرہیز وغیرہ کے متعلق جس کا تذکرہ مقدمۂ مرض میں گزرا مد نظر رکھکر علاج شروع کر دیں۔ ابتدا اُسی نسخہ سے کی جائے جس کا بیان مقدمۂ طاعون کے علاج میں کیا جا چکا ہے مع اضافہ تخم کاسنی۔ اور بصورت متلی بہ اضافہ آلو بخارا۔ اجزاء نسخۂ مذکور یہ ہیں۔ ہوالشافی۔ عناب ۵ دانہ۔ گل نیلوفر ۶ ماسہ۔ پوست ترنج ۳ ماسہ درونج عقربی ۲ ماشہ۔ تخم کاسنی ۶ ماشہ۔ آلو بخارا ۵ دانہ۔ زرشک ۶ ماشہ۔ بادرنجبویہ ۵ ماشہ۔ شاہترہ ۱۵ ماشہ۔ عرق گاؤزبان میں یا پانی میں ۴ گھنٹے بھگا کر کام میں لائیں اور فضلہ دوبارہ عرق یا پانی میں تر کرکے دو گھنٹہ بعد پلا دیں۔ مگر دن رات میں ایسے ۶ نسخہ دو دو مرتبہ کرکے ۱۲ وقت پلائیں۔ جس وقت پہلا نسخہ بھیگ رہا ہو۔ مریض کو عرق گاؤزبان۔ شربت عناب یا عرق گاؤزبان عرق شاہترہ شربت مذکور ملا کر دیں۔ اگر مرض کی ترقی کی رفتار تیزی پر ہو عرقیات ذیل اضافہ کریں۔

عرق بید مشک۔ عرق کیوڑہ۔ شربت نارنگی وغیرہ۔ اگر علاج مقدمۂ مرض سے یا ابتدا مرض سے شروع کر دیا جاوے گا تو انشاء اللہ تعالی اشتداد تک نوبت ہی نہ پہنچے گی اور گلٹی وغیرہ بھی نہ آنے پائیگی ۲۴ گھنٹے میں بالکل صحت ہو جائے گی پرہیز اور دوا دو دن تک برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ بلکہ پرہیز جس قدر

زیادہ کیا جاوے گا بہتر ہوگا۔
نوٹ۔ باوجود استعمال ان دواؤں کے مرض ترقی پکڑتا جائے تو بھی اندیشہ نہ کریں نتیجہ اچھا نکلے گا۔ مرض کی ابتدا میں فصد بھی بے حد مفید ہے مرض کا ازالہ فصد کے ساتھ ہی ہوجاتا ہے اس کا پورا تذکرہ آگے آتا ہے اسکے مطابق عمل کریا
اگر گلٹی نکل آوے تو اس کا علاج بھی آگے آتا ہے۔ اس کے مطابق عمل پیرا ہوں۔ چونکہ مرض کا مادہ خون ہوتا ہے جو تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے یہ مرض شدید ہوتا ہے اور اشتداد ہی کی وجہ سے اکثر سرسام ہوجایا کرتا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سرسام کا بیان کیا جائے۔

سرسام کا بیان

واضح ہو کہ سرسام کی دو قسمیں ہیں۔ حقیقی اور غیر حقیقی۔ سرسام حقیقی وہ ہے کہ دماغ یا دماغ کی جھلیوں میں ورم آجائے۔ غیر حقیقی وہ ہے کہ دماغ مادہ سے پاک ہو۔ مگر کسی دوسرے اعضاء سے ابخرے اُٹھکر دماغ میں داخل ہوں اور ہذیان پیدا کرے۔ یہ وہی سرسام ہے کہ جو اکثر امراض شدید خصوصاً بخاروں میں ہوجایا کرتا ہے۔
پیر کے تلوؤں میں خالی سنگھیاں کھچائی جائیں تعداد میں ہر پیر میں ایک ایک سو سے کم نہ ہوں۔

(۲) کوئی چیز مثل وصفیوں کے پوٹلی میں باندھکر یا نمک کی پوٹلی وغیرہ سے پیر کے تلوے نیچے سے اوپر کی جانب کو رگڑیں ہاتھ کی ہتھیلیاں اسی طرح رگڑی جائیں۔

نوٹ سنگھیاں دونوں پیر کے تلوؤں میں ساتھ ساتھ لگائیں اور ہاتھوں میں بھی یہی قاعدہ مدنظر رکھا جائے۔ سنگھیاں جب ہاتھ اور پیر میں لگانا منظور ہو تو اول ہاتھ اس کے بعد پیر پر لگائی جائیں۔ اس کے خلاف عمل نہ کیا جائے۔ البتہ چاروں پر ایک ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔ عمل پاشویہ بھی اس کام کے لئے کیا جاتا ہے یعنی پانی میں دوائیں پکا کر اس کے اندر پیر ڈالکر پھر دونوں پیروں کو اوپر سے یعنی گھٹنوں سے ٹخنوں کی طرف کو ملا جائے مگر اس امر کے احتیاط کی ضرورت ہے کہ دواوں کی بھاپ دماغ میں بذریعہ ناک یا منہ کے نہ جانے پائے۔ اس لئے مریض کو تکیہ لگا کر بٹھا دیتے ہیں اور منہ کے سامنے ایک چادر لٹکا دیتے ہیں تاکہ ابخرات دماغ میں نہ داخل ہو سکیں۔

غرض کہ یہ عمل ایک وقت طلب ہے پہلی تدابیریں کافی ہیں باقی علاج اس سرسام کا وہی ہے جو اُس مرض کا ہے جس کے باعث یہ سرسام پیدا ہوا ہو

نوٹ۔ عارضی یا غیر حقیقی سرسام کی شناخت یہ ہے کہ مرض کے اشتداد کے وقت دفعتاً نمودار ہو جاتا ہے یعنی ہذیان اور عقل کا بگاڑ یکایک ہو جاتا ہے بتدریج نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح مرض کی کمی پر سرسامی کیفیت بھی جاتی رہتی ہے

سرسامؔ حقیقی

سرسام؂ حقیقی وہ ہے کہ دماغ یا اُس کی جھلیوں میں ورم آجائے کیونکہ سام کے معنی ورم کے ہیں لہذا سرسام کی معنی سر کا ورم ہوئے۔

بلحاظ مادہ و مقام ورم و شکل ورم اس کی متعدد قسمیں ہیں مگر بغرض اختصار صرف ایسا علاج درج کیا جاتا ہے جو جملہ اقسام کے لئے کافی ہو۔

علاج اقسام سرسام حقیقی

سر کے تالو کے بال قینچی سے باریک کتر کر روغن گل عمدہ سرکہ دیسی جس میں کوئی چیز پڑی ہوئی نہ ہو ایک تولہ ملا کر نیم گرم یا برف سے سرد (ٹھنڈا) کر کے حسب ضرورت سر پر خوب ڈالیں یا کپڑا تر کر کے رکھیں جب کپڑا گرم یا خشک ہو جائے دوبارہ تر کر لیں۔

(۲) مونگ کی ٹکیہ سر پر باندھیں اور چار گھنٹہ بعد تبدیل کرتے جائیں اگر فائدہ نہ ہو تو

(۳) مرغ ذبح کر کے گرم گرم شکم چاک کر کے مع بال و پر باندھ دیں۔

(۴) فصد کھلائیں۔ فصد کا بیان آگے آتا ہے۔

؂ حقیقی سرسام کی دو قسمیں بلحاظ مقام ورم ہیں فلغمونی اگر مادہ گرم یعنی خون فاسد متعفن خاص دماغ میں ہو تو فلغمونی کہتے ہیں۔ اگر مادہ بلغم خاص دماغ میں ہو تو لیسرغس کہلاتا ہے۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۴۲ پر)

نوٹ۔ سر کے بال اُسترے سے ہرگز نہ تراشیں۔

ترکیب روغن گل۔ اگر آسانی سے عمدہ روغن گل تیار نہ ہو تو روغن اس طرح تیار کرلیں۔ گلاب کے تازہ پھول جو صبح سویرے اوس کے درمیان میں نکلتا ہے پاک صاف کر کے ۴ تولہ لیکر ۱۰ تولہ خالص تلی کے تیل میں ۲ تولہ پانی ڈال کر نرم آگ پر اس قدر پکائیں کہ پانی جل جائے۔ پانی جل جانے کی شناخت یہ ہے کہ جب تیل آگ پر ڈالا جائے تو اس میں آواز چڑ چڑ نہ آئے۔

مونگ کی ٹکی کی ترکیب۔ ۱۰ یا ۱۲ تولہ مونگ کا آٹا لے کر گائے کے دودھ میں گوندھا جائے اور توا پر ایک طرف پکا کر تالو کی جانب خوب روغن گل وسر کو چپڑ کر تالو پر رات کو باندھ دیں۔ ۳ تین یا ۴ ٹکیوں سے مرض میں نصف فائدہ ہوتا ہے۔

ذات الجنب

یہ اکثر غلطی واقع ہونے کی صورت میں واقع ہوتا ہے

"اگر مادۂ گرم کی وجہ سے دماغ کی رقیق یا غلیظ جھلیاں متورم ہو جائیں تو قرانیطس کہلاتا ہے۔ مادہ گرم سے مراد صفرائے خالص یا خون صفراوی ہے۔ **خانقرایا**۔ اگر خون محترق غلیظ فاسد شرائین کی جوف میں واقع ہو تو خانقرایا کہتے ہیں۔ **شقاقلوس**۔ اگر خون محترق غلیظ فاسد شرائین کی جوف میں واقع ہو بشرطیکہ اس کا مادہ زیادہ فساد آمیز ہو تو شقاقلوس کہتے ہیں۔ لیسرغس مجازی جو ہر دماغ میں ہو بلغمی ہو تو اس کو بھی لیسرغس کہینگے

علاج۔ درد کی جانب سے فصد کھلائیں اگر مادہ زیادہ نہ ہو ورنہ اول مخالف جانب اس کے بعد موافق جانب کی فصد لیں کہ یہ بہترین علاج ہے۔ خون کے ساتھ ہی درد موقوف ہوجاتا ہے۔ باسلیق سے ۲۰ تولہ خون نکالنا اوسط درجہ ہے پینے کے نسخہ میں بجائے آلو بخارہ اور زرشک کے اصل السوس ۵ ماسہ۔ گل بنفشہ ۵ ماشہ سپستاں ۹ دانہ۔ گل خبازی ۵ ماسہ تخم خطمی ۶ ماسہ۔ داخل کریں اگر قبض ہو تو انجیر ۵ دانہ زیادہ کریں اگر فصد نہ کھلا سکتے ہوں تو مغز املتاس ۲ تولہ صبح اور ایک تولہ شام کو تین یوم تک روزانہ داخل کرتے رہیں فصد کا لینا فائدہ دیتا ہے مگر جن ممالک میں یا جن مواقع میں فصد لے سکتے ہوں فصد کو ترک نہ کریں پسلیوں پر قیروطی چپڑ کر خوب سینک کریں۔

نوٹ۔ اگر مریض زیادہ تنومند ہو تو خون کی مقدار زیادہ کریں۔

نسخہ قیروطی تخم خطمی۔ برگ بنفشہ۔ گل بابونہ۔ ہر ایک ۶ ماشہ پانی میں جوش دیں۔ جب جوش ہو چکنے کو ہو روغن گل ۱۰ تولہ اور موم خالص ایک تولہ شریک کریں تھوڑی دیر اور پکا کر اتارلیں حل کرنے کے بعد کام میں لائیں۔ اگر درد کی شدت ہو روغن گل کی عوض روغن زیت شریک کریں۔

ذات الصدر میں جانب موافق کی فصد لیں یعنی باسلیق کھلائیں خون موافق لیں۔ اور نسخہ ذات الجنب والامع اضافہ پرسیاوشاں ۶ ماسہ۔ بادرنجبویہ ۳ ماشہ پلائیں قبض کے رفع کے لئے جو تدبیر ذات الجنب میں بتلائی گئی ہے ملحوظ رکھیں

قیروطی ذاکو والصدر چیپڑیں او سینک کریں یا صرف روغن السی ، روغن زیت میں پگلاکر استعمال کرائیں۔

نوٹ۔ ذات الجنب یا ذات الصدر لاحق ہونے کے بعد طاعون یعنی گلٹی کا خوف جاتا رہتا ہے۔ درحقیقت یہ عارضے خود طاعون کی حالت بدل کر ظاہر ہوتے ہیں پس جب یہ عارض ہوں تو ان کا علاج مثل ان کے اصل مرض کے کیا جاوے اور اگر بغرض احتیاط کھانے اور لگانے کی دواؤں میں کچھ رعایت طاعون کی بھی رکھیں تو مناسب ہوگا مثلاً لیپ میں جدوار اور کھانے کی دوائیں دواء المسک معتدل شریک کرنا مصلحت ہوگا۔

سعوہ تنفس۔ آلو بخارہ اور زرشک کے بجائے سپستان ۹ دانہ۔ بادرنجبویہ ۵ ماشہ اصل السوس ۵ ماسہ۔ ابریشم ۳ ماشہ۔ داخل کریں اور بجائے شربت کے عسل خالص ۲ ماشہ ملائیں اور صدر پر السی کی تیل والی قیروطی جو ذات الجنب میں گذری چپڑیں۔ بکری کا چمڑا بالوں کی طرف سے گرم کرکے باندھ دیں۔ یا ہلکی سینک کرتے رہیں۔

دیگر۔ آب ادرک ۳ ماشہ عسل خالص ایک تولہ ورق طلا نیم عدد شربت عناب ۲ تولہ ملاکر تھوڑا تھوڑا چٹائیں۔ اگر زیادہ ضرورت ہو جدوار نیم ماسہ۔ اصل السوس مقشر ڈیڑھ ماشہ باریک پیسکر ملائیں۔ اگر مرض کی سختی کم نہ ہو۔ آب تلسی مروق دواء المسک معتدل مناسب مقدار کے ساتھ اضافہ کریں۔

ہدایت۔ یوں تو دموی تپوں کا خاصہ ہے کہ وہ سانس میں تغیر پیدا کردیتی ہیں۔ ان کا علاج وہی ہے جو تپ کا علاج ہے مگر جب سانس میں سخت تغیر ہو جائے اور

سانس اکھڑی ہوی معلوم ہونے لگے۔ اُس وقت مذکورہ بالا علاج کریں۔

رعاف

یعنی نکسیر کا جاری ہونا اس مرض میں محمود ہے۔ اگر معمولی طور پر خون کا اخراج ہو تو اُس کو ایک ڈیڑھ روز تک بند نہ کریں البتہ اگر خون تھوڑی دیر میں ہی کافی مقدار میں نکل جائے تو بند کر سکتے ہیں۔

علاج۔ اگر خون کا بند کرنا منظور ہو تو عرق شاہترہ ۔ آدا۔ شربت عناب ۲ تولہ پلائیں۔ معمولی نسخہ میں بہیدانہ ۱۰ ماشہ بڑھا دیں خمیرہ مروارید۔ عرق بارتنگ کا استعمال کرائیں اگر بند کرنا جلدی منظور ہو تو قرص شادنج دیں۔ ملتانی مٹی یا آملہ ضماد کریں۔ پیندوں کو تر کر کے طشت میں رکھکر قریب رکھیں۔

ہدایت۔ خون کے یکایک بند کرنے سے سرسام ہو جانے کا خوف ہوتا ہے اس لئے ضماد سے حتی الامکان بچیں نیز قبل از وقت بند کرنے سے بخار ہو جاتا ہے لہذا بند کرتے وقت پورا غور فرمائیں خلاصہ یہ ہے کہ خون کا نکلنا مرض کی تخفیف کا باعث ہے مگر اس کا خیال رکھیں کہ کثرت اخراج خون سے خود کوئی مرض نہ ہو جائے!

قے الدم

اگر خون آتے ہی اطلاع ہو جائے تو فوراً فصد لیں اگر خون اس قدر خارج ہو گیا ہو کہ ضعف کا

اندیشہ ہو تو فصد نہ لیں۔
علاج۔ مرکبات کافوری دیں۔ قرص شادنج کا استعمال کرائیں عقیق اور یاقوت اس مرض میں خاصیت عجیب رکھتے ہیں۔ معمولی نسخہ کشنیز اور سفید صندل کے افشاند کے ساتھ دیں۔ قرص شادنج کا نسخہ اسہال الدم میں لکھا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ عرق کافوری میں گل ارمنی زہر مہرہ طباشیر ملا کر پلائیں۔
نکتہ۔ بعض اوقات نکسیر کا خون منہ سے آنے لگتا ہے اسمیں مطلق خطرہ نہیں ہے علاج نکسیر کا کریں

اسہال الدم

اس مرض میں اسہال الدم اور قے الدم ہر دو بیام اجل سمجھنا چاہئے۔
علاج۔ نسخہ مذکورہ کے ساتھ ریشہ خطمی بیخ انجبار صمغ عربی شیرہ مغز بادام۔ شاہترہ شربت کیوڑہ۔ شربت صندل اضافہ کریں۔ قرص شادنج دیں۔ نسخہ قرص شادنج مجوزہ خاکسار شادنج مغسول اتولہ یاقوت محلول دوماشہ۔ زہر مہرہ سودہ ۳ ماشہ مروارید محلول ۶ ماشہ۔ ورق نقرہ محلول ایک ماشہ۔ کہربا شمعی ۳ ماشہ یشب محلول ۲ ماشہ مرجان محلول ۲ ماشہ صمغ عربی ۳ ماشہ۔ اگر رعاف اور قے الدم کیواسطے یہ قرص تیار کئے جاویں تو۔ انزروت اور دم الاخوین۔ سنگ جراحت عقاقیا گل ارمنی ۳-۳ ماشہ۔ کافور ایک ماشہ اور اضافہ کریں ورنہ سنگ جراحت ۶ ماشہ
نوٹ۔ اسہال میں جب خون سیاہ خارج ہوتا ہے تو مریض

جلد ہلاک ہوجاتا ہے سُرخ رنگ کے اسہال علاج کی کچھ مہلت دیتے ہیں

اسہال صفراوی

اگر دست صفراوی ہوں تو ابریشم مقرض ۳ ماشہ۔ برگ گاؤزبان ۳ ماشہ ریشہ خطمی ۳ ماشہ عناب ۵ دانہ پوست تریج ۲ ماشہ عرق گلاب۔ عرق کیوڑہ۔ عرق بیدمشک عرق گاؤزبان عرق کاسنی ہر ایک ۵ تولہ میں بھگا کر طباشیر ۲ دانہ الائچی خورد جو اسی وقت الائچی سے نکالے گئے ہوں شیرہ نکال کر پلائیں، اگر زیادہ ضرورت ہو جدوار زہر مہرہ گلاب میں گھس کر چٹاتے رہیں۔ دوا کافوری۔ آب ادرک ۲ تولہ کافور ۳ ماشہ ست لیموں ایک ماشہ حل کریں۔ خوراک نیم ماشہ، اول گھنٹہ میں تین بار ایک دوسرے میں دو، اور تیسرے میں ایک پلائیں۔ اس سے اکثر فوری فائدہ ہوتا ہے یہ مجوزہ مصنف ہے۔ **قرص زرشک** مجوزہ خاکسار، زرشک ایک تولہ مویز مع تخم ایک تولہ، طباشیر ۲ ماشہ، اول طباشیر کو باریک پیسکر رکھ لیں اس کے بعد زرشک کو کوٹ لیں جب خوب کٹ جائے تو ایک ایک مویز ڈال کر پھر کوٹیں جب یہ ہر ایک ذات ہوجائیں تو تھوڑی تھوڑی طباشیر ڈالکر کوٹ کر ملائیں خوراک ۳ ماشہ

نوٹ طباشیر ایسی باریک ہو کہ انگلیوں سے رگڑتے وقت کھرکھراپن نہ معلوم ہو بلکہ چکنی محسوس ہو

ضماد صندل، گل ارمنی، زرورد، گلاب میں پیس کر جگر پر ضماد کریں۔ اگر دوبارہ ضماد کی ضرورت ہو تو قدرے زعفران اور شریک کریں۔

چونکہ یہ صفراوی اسہال ہوتے ہیں جن کا یکایک روکنا درست نہیں مگر سمیت کے دور ہونے کی کوشش کے ساتھ ساتھ ان کے بند کرنے کی فکر کرنا چاہیئے اسکا علاج مثل ہیضہ کے ہے، ادرک والا نسخہ بند کرنے کی ضرورت پڑیں۔

اس مرض میں اسہال جاری ہونا بدعلامت ہے مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب تھوڑی سی دیر میں بےشمار دست آجاتے ہیں تو وہ بند کرنے سے فوراً بند ہوجاتے ہیں اور مریض کو ان کے رکنے سے کوئی ہرج نہیں ہوتا بلکہ نجات کا باعث ہوتا ہے مگر جب یہ رک رک کر آجاتے ہیں تو ان کا بند ہونا بھی مشکل ہوتا ہے اور ایسے مریض کو نجات بھی کم ہوتی ہے چونکہ پہلی صورت میں قوت نہیں گھٹنے پاتی (بوجہ قلیل عرصہ بیماری کے) نجات حاصل ہوتی ہے، مگر جب ان میں قوت کی کاستگی ہوجائے یا ان میں بسبب سہولت کے قوت کم نہ ہونے پائے، تو ہر دو صورتیں مساوی سمجھی جائیں۔

خفقان اور اختلاج قلب

اگر معمولی ہو جیسا کہ مریض کو خوف کے باعث ہوجایا کرتا ہے تسکین سے کام لیں خمیرہ گاؤزبان سیب، انار و خمیرہ صندل وغیرہ دیں۔ اگر ضعف قلب کا باعث ہو تو دواء المسک جواہری معتدل، خمیرہ مروارید میں ملا کر عرق بیدمشک وغیرہ کے ساتھ دیں اگر خدانخواستہ مادہ گلٹی کا قلب کی جانب[1] رجوع ہونا باعث مرض

---

[1] آج تک ایسے مریض سے سابقہ نہیں ہوا۔

خیال کیا جائے تو گل بابونہ جوش دیکر گرم گرم گلٹی پر ڈھا دیں بھری ہوی سنگھیاں یا جونک لگائیں، جدوار والا لیپ لگاکر مسلسل سینک کریں دل پر گلاب، صندل، زہر مہرہ، آب کشنیز وغیرہ ضماد کریں باقی تدابیر حسب ضرورت عمل میں لائی جائیں۔

حبس بول

یعنی پیشاب کا بند ہو جانا۔ اگر رحم، مثانہ وغیرہ میں گلٹی برآمد ہونے کی وجہ سے لاحق ہوا ہو تو گلٹی کا علاج کیا جائے اور مع ورم کے تدبیر اختیار کی جائیں۔

نوٹ ۔ بول و براز کی کمی اس مرض کا خاصہ ہے دفع مرض کے ساتھ خود اس کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے لیکن اگر کیفیت حد مرض تک پہنچ جائے تو تدارک ضروری ہے پس دفع خشکی کی کوشش داخلاً اور تحلیل ورم کی تدبیر خارجاً کیجائے خمیرہ بنفشہ مغز تخم کدو۔ و خیارین کے ساتھ دیں اس کے علاوہ حقنہ بھی اور مناسب ہو عمل میں لائیں

قبض

اس مرض میں محمود ہے اور تین روز ابتداء مرض سے اس کی طرف ہرگز متوجہ نہوں، بشرطیکہ کوئی خاص کیفیت لاحق نہ ہو جب رفع قبض کی ضرورت ہو تو حب جالینوس جو خود اس مرض کا علاج ہے دیں یعنی صبر ایک حصہ

مُرمکی نصف حصہ ، زعفران ربع حصہ ملاکر گولیاں تیار کریں شب میں ایک ماشہ کے اندازہ سے یا کچھ کم دیں۔ اگر اس سے کام نہ نکلے اور تکلیف بدستور ہو نصف ماشہ سناء کی ایک خوراک میں شامل کر کے دیں ، کاڑیاں نکال کر سنا کا سفوف بنایا جائے

ہدایت۔ چونکہ مادہ کا میلان جلد یعنی کھال کی طرف بالطبع ہوتا ہے اسلئے مسہل دوا انمیں مضر ہوا کرتی ہیں۔ بجز مخصوص صورتوں کے۔

دُرُورِ عرق

یعنی پسینہ کا خارج ہونا ! یہ اکثر اُن بیماریوں میں ہوا کرتا ہے جن کو گلٹی نہیں نکلتی بالخصوص موسم گرما میں اگر وبا کا دورہ ہوا ہو، جب یہ نکلنا شروع ہوتا ہے تو گھنٹوں سلسلہ قایم رہتا ہے اور اس کثرت سے نکلتا ہے کہ فوراً لباس تر ہو جاتا ہے اطراف یعنی ہاتھ ، پیر سرد ہو جاتے ہیں مگر قوت برقرار رہتی ہے ہاتھ و پیر سرد ہونے کی وجہ سے بیمار و تیمار دار دونوں پریشان ہوتے ہیں کبھی قوت بھی زائل ہو جاتی ہے۔

نوٹ چونکہ میرے نزدیک یہ پسینہ بحرانی ہوتا ہے یعنی طبیعت دفع مادہ کرتی ہے اسلئے اس کو فوراً بند نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ایسے ادویہ دینا چاہیے جو قوت کو برقرار رکھ سکیں اور پسینہ کو معتدل طور پر لاتی رہیں۔

علاج۔ دواء المسک معتدل ۲ ماشہ خمیرہ مروارید ۲ ماشہ دونوں کو ملا کر دیں۔ نسخہ جوشاندہ بدستور رکھا جائے اس میں شربت انار ۲ تولہ اور ملائیں

زیادتی کو روکنے کے لئے سفوف طباشیر وغیرہ اضافہ کیا جائے۔

ہدایت۔ چونکہ پسینہ کے اقسام ہیں اسلئے تحقیقات اسباب کے بعد دفع اسباب کی کوشش کریں جو پسینہ ضعفِ قلب کی وجہ سے آیا کرتا ہے وہ اکثر و بیشتر چہرہ پر آیا کرتا ہے اور ضعفِ قلب آناً فاناً ترقی کر جاتا ہے۔

نوٹ:۔ عام طور پہ پسینہ شروع ہونے کے وقت ایک قسم کی گھبراہٹ ہوا کرتی ہے اُس کا شمار ضعف میں نہیں ہے۔

جو علاج اس فصل میں لکھا گیا ہے جملہ اقسام پسینہ میں مفید ہے مگر بعد دریافت سبب کی کوشش کریں۔

گرسنگی

یعنی بھوک بعض اوقات مریض کو ایسی شدید بھوک لاحق ہوتی جو کسی طرح تسکین نہیں دیتی، ایسی بھوک کا لگنا اس مرض میں خراب علامت ہے۔

مربی سیب، آملہ، ترنج، انار سیب بہی، سنگترہ، وغیرہ دیں مسور کی دال پلائیں، جس کے پکانے کی ترکیب اوپر گذری۔

بیہوشی

اس کو دو قسموں میں بیان کیا جائیگا

قسم اول - اس بیہوشی میں جو مرض کی ابتدا میں لاحق ہو، یعنی مرض کی ابتدا بیہوشی سے شروع ہو، جب اس مرض کا شدید حملہ کسی پر ہوتا ہے تو، فوراً بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ حس و حرکت باطل، رگیں پھولی ہوئیں، اور آنکھیں ابھری ہوئیں نبض بے پتہ، ہاتھ پیر ڈھیلے، سانس کی آمد و رفت قریب قریب بند ہو جاتی ہے۔ یہ مریض مردہ سمجھا جانے لگتا ہے اور در حقیقت تھوڑی دیر میں وہ مردہ ہی ہو جاتا ہے۔

علاج - فوراً فصد کھلا دیں فصد باسلیق زیادہ مناسب ہے۔ اگر فصد نہ ہو سکتی ہو تو ایک تولہ کافور لے کر ۲-۲ ماشہ کھلائیں اس سے خون کا جوش فوراً فرو ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات مزاج سردی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اسوقت دو دو ماشہ مشک دینا شروع کریں۔ لیکن معمولی حالت ہو تو دواء المسک یا آب تلسی، شہد ملا کر پلائیں۔

نوٹ - اس بیہوشی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مرض کے شدید حملہ کے باعث خون اسقدر جوش کھاجاتا ہے کہ رگیں بالکل پُر ہو جاتی ہیں۔ اگر صورت ایسی واقع ہو جائے کہ رگوں میں آمد و رفت کی گنجائش مطلق باقی نہ رہے تو مریض فوراً ہلاک ہو جاتا ہے اور اگر کچھ گنجائش باقی رہے تو مرتا نہیں صرف بیہوش ہو جاتا ہے۔

ہدایت - ایسے مریض کو فصد کے بعد بخار آجایا کرتا ہے۔ اور گلٹی بھی کبھی نمودار ہو جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ خون جب فصد سے نکالنے کے بعد کچھ کم ہو جاتا ہے تو رگوں کے اندر اسے دوڑنے کی گنجائش نکل آتی ہے، یا یوں کہئے کہ قلب حرکت انقباضی و انبساطی کرنے لگتا ہے۔ ابخرات تمام جسم میں پھیلنے لگتے ہیں جس کا نام بخار ہے۔

بیہوشی کی دوسری قسم جو مرض کی حالت میں طاری ہوتی ہے۔
علاج اُس کا یہ ہے کہ قلب پر سرد ضماد جیسے صندل گلاب میں گھس کر لگائیں
اور مقویات قلب کھلائیں، بلغم کو فم معدہ سے دور کرنے والی دوائیں دیں باقی
علاج حمی اغشیہ سے تلاش کریں دواء المسک معتدل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک حصہ خمیرہ مروارید
دو حصہ ملا کر تھوڑا تھوڑا دیں ۔

جو بیہوشی فصد کھلانے کے بعد لاحق ہو جایا کرتی ہے اگر فصد کے بعد سودا ہو تو
شربت لیموں وغیرہ جیسا کہ اس وقت پر دیا کرتے ہیں دیں۔ اگر مادہ گلٹی کا قلب کے
طرف صعود کرنے کے باعث یہ بات پیدا ہوئی ہو تو گل بابونہ جوش دیکر گلٹی پر ڈھار
اور پھری سنگھیاں لگا کر خون خارج کریں۔

تنقیہ

چونکہ فصد اس مرض میں بے خطر اور نہایت مفید ہوئی ہے اسلئے بلا پس و
پیش کھلائی جائے، اس مرض کا خاص علاج فصد ہے دوسرے ادویہ اُسوقت
ہیں جبکہ فصد کا موقع جاچکا ہو، یا کوئی ایسا ملک ہے جہاں پر فصد کھولی ہی نجاتی
ہو، جیسے ملک دکن ۔

اگرچہ یہ مسئلہ اختلافی ہے مگر جو اطبا اس مرض میں اخراج خون منع کرتے ہیں اور
ثبوت میں ملسوع کو پیش کرتے ہیں، یہ امر ہرگز قابل توجہ نہیں کیونکہ وہ تسمم اس میں

---

۵۷ بچھو کا کاٹا ہوا شخص ۔

ایک جگہ ہے اور تمام جسم میں پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ مگر اسمیں یعنی مرض طاعون میں
مادہ خود تمام جسم میں موجود ہے لہذا بجائے منتشر ہونے کے اندیشہ کے اخراج سے کمی
کی یقینی توقع ہے۔ پس ایسی دلیل کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے جو ان مختلف انواع کو ایک خیال کرے
چونکہ یہ محض دعوی ہے لہذا اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو فصد کھلانے میں
کوئی عذر نہ ہونا چاہئے۔

ملاحظہ اس بارہ میں ایک خاص بحث یہ ہے کہ دکن کے اطبا کا موجودہ گروہ اس ملک دکن کیلئے فصد کا لینا جائز امر نہیں بتاتا اور اپنی تائید میں حسب ذیل بیان پیش کرتا ہے

(۱) دکن کے اطبا پیشین نے فصد کو جائز نہیں بتایا۔
(۲) ملک ہذا میں تولید خون اس قدر کم ہے کہ بمنزلہ عدم کے ہے۔
(۳) امراض بارد یعنی سرد امراض کا کثرت سے وقوع پذیر ہونا اپنے قول کے موافقت میں بتاتے ہیں۔

جواب نمبر ۱ (الف) ممکن ہے کہ اطبائے پیشین اسی مذہب کے طبیب ہوں جو فصد کھلانا ہی کسی حال میں جائز نہیں بتاتے پس ان کی ممانعت عام ہوئی نہ کہ ملکی، علاوہ ازیں اکابرین فن اس کا ابطال کر چکے ہیں۔

(ب) ممکن ہے کہ ممانعت سے ان کی غرض وہ فصد ہو جو دیگر ممالک میں ہر سال کھلائی جاتی ہیں جس طرح بعض اس ملک ہند میں بھی فصد لیا کرتے ہیں پس اس ممانعت سے ضروری فصد کی ممانعت یعنی جو شدید ضرورت کے وقت

جیسے ذات الجنب، یا ذات الصدر، درد گردہ وغیرہ میں ممانعت ثابت نہیں ہوتی

جواب نمبر ۲ (الف) اگر اس ملک میں تولید خون کم ہے تو یہ ممانعت عام نہ ہوئی اسلئے ان افراد پر واجب نہ ہوئی جو دوسرے ملک سے آکر وارد ہوئے ہوں، یا وہ جن کے جسم میں خون کی تولید زیادہ ہوتی ہو۔

(ب) اور اسی طرح طبی قاعدہ سے جن کے ابدان ممتلی خون سے ہوں۔

جواب نمبر ۳ (الف) امراض بارد کا کثرت سے واقع ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتی کوئی بھی قابل اخراج خون نہیں ہو سکتا۔

(ب) جبکہ امراض باردہ کا حدوث مادہ باردہ کی دلیل ہو تو امراض دموی کا وجود مادہ دم کا ثبوت ہوگا اور ممانعت فصد اٹھ جاوے گی۔

حقیقت (خون) بات یہ ہے کہ تولید خون اس ملک میں نسبتاً کم ہے اسلئے عام طور پر فصد کا کھلانا زیادہ مناسب نہیں، مگر یہ بات ہرگز تسلیم کرنے کے قابل نہیں کہ فصد مطلق کھلائی نجائے، بلکہ ضرورت پر کھلانے میں پس و پیش نہ کرنا چاہیئے، اور اس خوف کو دل سے نکال دینا چاہیئے کہ خون نکلنے کے بعد دوبارہ خون پیدا ہی نہ ہوگا یا کسی سخت مرض میں مبتلا ہونا لازمی ہوگا اسلئے کہ ہم روزانہ اسپتالوں میں سیروں انسانی خون بہتا ہوا دیکھتے ہیں اور محض خون نکل جانے کی وجہ سے کسی حادثہ کی خبر نہیں سنتے یہ اور بات ہے کہ آپریشن کے بعد جو زندہ بچتے ہیں ان میں خونی نقص باقی رہتا ہو۔ اس بیّن مشاہدہ کے بعد کوئی دوسری بات

اسکے خلاف تسلیم کرنے کے قابل نہیں، اور بیشک ایک طبیب کو اُن امراض میں
جو بوجہ کثرت دم یعنی زیادتی خون کے پیدا ہوئے ہوں، فصد لینا اُن میں ضروری ہو
فصد لینے میں کبھی پس و پیش نہ کرنا چاہئیے، موجودہ اطبا کی پیش کردہ دلیل کی بنا پر
جب میں نے قدیم اطبا کے تاریخی واقعات کا علم حاصل کرنے کی کوشش کی۔ تو
مجھکو یہ پتہ چلا کہ اگلے زمانہ میں ملک دکن میں اطبا کا وجود بالکل مفقود تھا۔
اس ملک کی ضعیف عورتیں موسم بارش میں جنگلی بوٹیاں جمع کر لیتی تھیں اور حسب
خواہش یا کسی اگلے تجربہ کے موافق، ان میں سے مریضوں کو دیا کرتی تھیں۔ نیز
شاہان گولکنڈہ نے فرنگی ہنکیار سے فصد کھلوائی چنانچہ تاریخ دکن کا ایک صفحہ ہدیہ
ناظرین کرام کیا جاتا ہے [illegible] ملاحظہ ہو۔ تاریخ دکن

اُس زمانہ میں دکن کی طبی حالت بہت خراب تھی، دیہات و قصبات
میں دستور تھا کہ جب برسات کے دن ختم ہو جاتے تو بعض بڑے معمر لوگ
جنھیں اپنی عمر میں بیماریوں کا تجربہ ہوتا تھا گھروں سے باہر نکلتے اور کھیتوں اور
جنگلوں میں جاتے اور جن جن جڑی بوٹیوں کو وہ کسی مرض کے لئے مفید سمجھتے یا جانتے
کہ فلاں فلاں گھر میں جو مرض ہے وہ ان سے اچھا ہو جائے گا انھیں توڑ لاتے
تھے اور اپنے پاس رکھ چھوڑتے تھے اور جس گھر میں کوئی بیماری پیدا ہوتی تو اُسکی
دوا تلاش کرنے کے لئے جنگل کو جا کر بوٹی توڑ لاتے تھے اور اُسے دیدیتے تھے، لیکن
بڑے بڑے شہروں میں کہیں ایک دو طبیب ہوتے تھے اُن کا یہ دستور تھا کہ وہ

سڑکوں پر صبح کے وقت علاج معالجہ کے لئے بیٹھ جاتے اور دوائیں اور مرہم
مریضوں کو دیا کرتے تھے اور جب وہ کسی مریض کی نبض کو دیکھتے تو ہونٹوں میں کچھ
بڑبڑاتے جاتے، اور اس نبض دیکھنے کے، دو پیسہ لیتے تھے۔ تمام ملک میں کہیں
اچھے طبیب نہ تھے، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اطبا کا وجود ہی نہ تھا، صرف بادشاہوں
سرداروں اور بڑے بڑے امیروں کے پاس کہیں کہیں طبیب ہوتے تھے جنکی
تعداد اسقدر کم تھی کہ تمام دکن کے طبیب انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے، اور اون
کی بھی ایسی خراب حالت تھی کہ جراحی کا فن اُنہیں مطلق نہیں آتا تھا
اُس زمانہ میں مسٹر جیفر قوم ڈچ کا سفیر بٹاوے سے عبداللہ قطب شاہ کے پاس
آیا تھا جس کی وجہ معلوم نہیں ہے، غالباً اُس کا قصد یہ ہوگا کہ قطب شاہی عملداری
میں تجارتی کوٹھیاں کھولنے کی ڈچ کمپنی کو اجازت دیجائے۔ اس سفیر کے ساتھ ایک
ڈاکٹر بھی تھا جس کا نام " دی لان" تھا جب عبداللہ کو معلوم ہوا کہ وہ ڈاکٹر ہے
تو اُس سے دریافت کیا کہ اُسے فصد کھولنا بھی آتی ہے، اُسنے کہا کہ یہ تو جراحی کا
ادنیٰ ہنر ہے، میں بخوبی کھول سکتا ہوں، اسواسطے عبداللہ نے بڑے اشتیاق سے
بٹاوے کے سفیر سے اُسے مانگا، اگرچہ جیفر کی مرضی نہ تھی کہ دی لان کو اپنے پاس سے جدا
کرے، مگر بادشاہ کے اصرار اور ناراض ہو جانے کے اندیشہ سے اُسنے دی لان کو بادشاہ
کے یہاں نوکر رہنے کی اجازت دی، اور عبداللہ قطب شاہ نے اُسے آٹھ سو ہون
یعنی تین ہزار دو سو روپیہ ماہانہ پر نوکر رکھ لیا۔

بادشاہ کی فصد

عبداللہ قطب شاہ کے سر میں اکثر درد ہوا کرتا تھا، اور اُسکے اطبا نے جن میں غالباً نظام الدین احمد بڑا طبیب تھا، یہ صلاح دی تھی کہ اُسکے واسطے وہ زبان کے نیچے کی فصد کھلاوے، جب مسٹر چیمبر چلا گیا تو بادشاہ نے دی لان کو بلایا، اور کہا کہ میں اپنے طبیبوں کی رائے کے بموجب زبان کے نیچے چار جگہ فصد لوانا چاہتا ہوں، تم کو احتیاط کرنا چاہئے کہ آٹھ اونس (یعنی تقریباً سوا پاؤ) سے زیادہ خون نہ نکلے، جب فصد کے وقت دوسرے روز دی لان دربار میں حاضر ہوا، تو دو تین خواجہ سرا آئے، اور ایک کمرے میں اُسے لے گئے، پھر وہاں چار بڈھیاں اُسے حمام میں لے گئیں اور کپڑے اُتار کر اُسے نہلایا، خاص طور سے ہاتھوں کو خوب دُھلایا، پھر اُس کا بدن دواؤں اور عطریات سے معطر کیا، اور یوروپین لباس کے بجائے اُنھوں نے اُسے اس ملک کا لباس پہننے کو دیا، بعد ازاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا، اور ظروف طلائی لائے گئے، اطبا وہاں موجود تھے اور ان برتنوں کو، تول چکے تھے، یہ خون لینے کے واسطے تھے۔

دی لان نے بادشاہ کی زبان کے نیچے چار جگہ کی فصد لی، اور ایسی ہنرمندی سے کام کیا کہ جب برتنوں میں خون تولا گیا تو آٹھ اونس سے سرمو تفاوت نہ نکلا، بادشاہ اُس سے ایسا خوش ہوا کہ تین سو ہون اُسے انعام میں دئے، جو بارہ سو روپیہ کے برابر ہوتے ہیں۔

شاہ بیگم کی فصد

جب بادشاہ کی بیگم اور بادشاہ کی والدہ نے سُنا تو انہوں نے بھی اُس سے

فصد کھلوانا چاہا اور وہی لال کو اندر بلوایا، اور وہی عورتیں اُسے حمام میں لے گئیں
جو بادشاہ کی فصد کے وقت لے گئیں تھیں، اُسکے بازو ننگے کیئے اور خوب دُھلائے
تھا صکر اُسکے ہاتھوں کو خوب صاف کیا پھر عطر ملے جیسا کے انہوں نے بادشاہ کی
فصد کے وقت ملے تھے، جب یہ ہوگیا تو اُسے پردے کے پاس لے گئیں، اور
بادشاہ بیگم نے ایک سوراخ سے اپنا بازو نکال دیا۔ اور ڈاکٹر نے اُسکی فصد لی، پھر
اسی طرح بادشاہ کی ماں کی بھی فصد لی، بادشاہ بیگم نے اُسے پچاس اور بادشاہ
کی والدہ نے تیس ہون دیے اور کچھ زربفتی تھان بھی عنایت کیئے،

یہاں پر چند تجربات، و متعلقات فصد بیان کیئے جاتے ہیں!

فصد بلحاظ موسم

جب موسم میں شدت ہو یعنی مرض سختی کے ساتھ پھیلا ہوا ہو تو مریض کے
رجوع ہوتے ہی فصد کا حکم کریں بشرطیکہ کوئی موانعات نہوں (جن کا ذکر آگے آتا
ہے) حضرت قبلہ گاہی مرحوم و مغفور ,, جن کے علاج سے اُسوقت پر جبکہ
ہندوستان میں اس مرض سے اطبا پورے طور پر واقف بھی نہ تھے اللہ کے فضل
سے پچانوے فی صدی مریض صحت یاب ہوئے ارشا فرماتے تھے،، ,, جبتک
فصد نہ لیجائے مرض پورے طور پر قابو میں نہیں آتا بہت سے مریض صحت پاکر
یکایک موت کے شکار ہوگئے، مگر فصد کے بعد اس قسم کا اندیشہ نہیں رہتا۔

حکایت حضرت قبلہ گاہی نے ایک گیارہ سالہ لڑکی کی فصد کھلوائی جسکی
حالت خراب ہوچکی تھی، فصد کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُسکو صحت عطا فرمائی اور
وہ اُبتک بقید حیات ہے، اس حکایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنجناب حکمت مآب نے
فصد کو کیسا ضروری خیال فرمایا تھا کہ متفق علیہ قاعدہ دوازدہ سالہ کی بھی پروا
نہ کی، ان مریضوں کی اس کثرت سے فصدیں کھلائی تھیں کہ عوام کو اسکے فوائد
دیکھکر بیماری کا خوف دور اور یقین کامل ہوگیا تھا کہ فصد کے بعد آدمی نہیں مرتا بعض
مریضوں کو جب کسی وجہ سے فصد نہ کھلائی جاتی تو وہ خود ہی خواہش کرتے اسکا
یقین عوام سے گذر کر انگریزی معالجین تک بھی پہنچا تھا۔ چنانچہ ایک دن جراح نے
بیان کیا کہ آج مجھے ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال میں بلا کر اپنے کسی خاص عزیز کی فصد
لینے کے لئے فرمایا، میں نے نام فصد دریافت کیا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ
وہی طاعونی فصد، اس حکایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ڈاکٹر صاحبان بھی فصد کے
فوائد دیکھکر فصد کے قائل ہوگئے!

فصد باعتبار زمانہ

زمانۂ ابتدا میں فوراً فصد کھلائیں اور زمانۂ تزاید تک جائز رکھیں مگر انتہا
میں بجز سخت ضرورت کے نہ کھلائیں لیکن انحطاط میں اسکی ضرورت نہیں ہوتی
چونکہ حرارت کا اثر خون سے متجاوز ہو کر اعضا میں داخل ہوا ہو فصد کا بہترین

وقت ہے ایسے وقت پر فصد کے بعد مریض بھلا چنگا ہو جاتا ہے گویا کہ بیمار ہی نہ تھا
مگر جسقدر حرارت کا اترنا یا [illegible] زیادہ ہوتا جاتا ہے ابھی فصد [illegible] بھی [illegible] ہوتا [illegible]

فصد باعتبار عمر

عمر کے متعلق انہی ہدایات کو مد نظر رکھا جائے جو عام طور پر حکماء نے بیان کی ہیں۔ البتہ زیادہ ضرورت کے وقت تھوڑی کمی وبیشی کا لحاظ نہ کریں جیسا کہ اس حکایت سے بخوبی روشن ہوگیا ہے جو بیان موسم کے تحت میں لکھی گئی ہے۔

فصد باعتبار وقت

اگرچہ مجھے بھی شب میں ایسے مریضوں کی فصد کھلانے کا اتفاق ہوا ہے مگر میں شب کے وقت کھلانا بہتر نہیں سمجھتا ہوں اگر ضرورتاً بعد غروب آفتاب ایک گھنٹہ کے اندر کھلائیں تو قباحت نہیں۔

حکایت شہر اٹاوہ کے ایک محلہ میں اس مرض کا سخت دورہ ہوا اور سارا محلہ اس مرض میں مبتلا ہوگیا منجملہ اُن کے ایک نوجوان جو دو یوم سے اس مرض

عہ اس حکایت سے دو مطلب حاصل ہوتے ہیں (۱) ایسے مریض کے خون میں عفونت ہوتی ہے۔ (۲) مغرب کے بعد فصد لینے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

میں مبتلا تھا اور اس کو شراب کا استعمال کرایا جارہا تھا، سرسامی حالت ہو چکی
تھی، مغرب کے بعد میں نے اسکی فصد کھلوائی تھوڑی دیر بعد سرسامی حالت
رفع ہوئی اور رفتہ رفتہ صحت کلی حاصل ہو گئی، فصد لینے وقت میں خود موجود تھا،
خون کو دیکھنے کی غرض سے آگے جھکا لیکن مجھے اس طرف کا خیال مطلق نہ رہا
جو میرے قریب رکھا ہوا تھا جسمیں جراح نے خون آلود نشتر دھویا تھا غرضکہ
جب وہ ظرف میرے قریب ہوا تو مجھے سخت سڑے ہوئے خون کی سی بدبو معلوم
ہونے لگی، فوراً ہٹ گیا مگر دیر تک میری طبیعت میں کراہیت رہی عطر حس
جس کو میں اکثر اپنے مریض کے پاس جاتے وقت، اپنے پاس رکھا کرتا تھا،
سونگھنا شروع کیا جس سے کراہیت رفع ہو گئی

ایک عجیب واقعہ

ایک مریض اس مرض میں مبتلا ہو کر بالکل تندرست ہونے نہیں پایا تھا کہ یکایک
مرض نے عود کیا جو بہ نسبت پہلے کے سخت تھا، ہر چند صحت سے ناامیدی ہو چکی
تھی مگر علاج کرنا ضروری تھا اسلئے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اول فصد سرار دلیجائے
اگر سرسام رفع ہو گیا تو باقی حالت کا علاج بھی شروع کیا جائیگا شب کے دس بجے
فصد کھلائی گئی فصاد کے جانے کے بعد اس مریض کے بھائی خون دفن کرنیکی
غرض سے باہر میدان میں لیجا رہے تھے کہ یکایک خون میں آگ لگ اٹھی
وہ لوگ اس کو وہیں پھینک کر فوراً میرے پاس خوف زدہ ہو کر سراسیمگی کی حالت
میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا اور آگ لگ جانے کا سبب بھی دریافت کرنے

لگے اُسوقت میرا قیاس آگ لگنے کے متعلق جو ہوا وہ یہ تھا کہ شاید وہ فاسفورس جو جسم انسان کے اندر موجود ہے خون میں شریک ہوکر خارج ہوا اور باہر آکر سرد ہوتے مشتعل ہوگیا، مگر میں نے اس قیاس کے متعلق کبھی زور نہیں دیا اور جب یہ واقعہ اخبار نیر مراد آباد میں شائع ہوا تو کسی نے اسکی تردید کی، میرے ایک معزز کرمفرما کی رائے یہ ہے کہ "غالباً یہ اوکسیجن تھا، یا کوئی مادۂ کبریتی"، غرضکہ کوئی خاص رائے قایم نہیں کیجاسکتی، اسکے متعلق ہنوز کسی ڈاکٹر صاحب سے گفتگو کا موقع نہیں ملا اگرچہ یہ واقعہ میرا چشم دید نہیں ہے مگر واقعہ کے صحیح ہونے میں کوئی کلام نہیں معلوم ہوا سبب پیچیدگی[1]

فصد کسی لینا چاہیئے

جو فصد اکثر کھلائی گئی اور ہر حال میں مفید ثابت ہوی اور خاکسار نے حسب ارشاد حضرت قبلہ والد مرحوم مغفور کے اختیار کیا ہے با سلیق ہے خصوصاً سید ھے ہاتھ کی، اگر گلٹی بائیں جانب ہو اور خون کی کثرت، تو سیدھی جانب کی فصد کے بعد بائیں فصد لیں، اور اگر خون کی کثرت نہو تو صرف بائیں پر اکتفا کریں ہمر سام اگر زمانہ

---

[1] یہ واقعہ شہر اٹاوہ کے محلہ برون گنج لالہ شیونراین کے کاٹن مل میں واقع ہوا، لالہ کالی چرن یا کالی دین متوفی کے بھائی ساکن محلہ پوربیہ دوکاندار جیوم گنج نے آکر مجھ سے بیان کیا شب کے گیارہ بجے اور اخبار مذکور نے انہیں ایام میں شائع کیا، اس واقعہ کو اب دو ۹ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔

[2] ایک مریض کے سوائے دو فصدوں کے کھلانے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا۔

فصد کے بعد موضع فصد کو دھونا

"فصد لینے کے بعد گل بابونہ کے جوشاندہ سے دھوکر پٹی باندھیں"

ہدایت۔ فصد بیشک بہتر ہے اگر وقت پر لیجائے اور وقت اُس کا وہی ہے، جو اوپر گذرا یعنی خون کی گرمی رگوں سے گذر کر دیگر اعضا تک نہ پہنچنے پائی ہو، نیز خون کی مقدار موافق مرض اور حالت کے لیجائے۔

فصد کے وقت گلٹی کی حفاظت

فصد لینے سے چند منٹ پیشتر گل ارمنی، کافور سبز دھنیوں کے رس میں پیسکر گلٹی کے اطراف لیپ کردیں، گلٹی پر یہ لیپ ہرگز نکریں۔

کون سے موقعوں پر فصد نہ لیجائے

قے، اسہالِ صفراوی و دُرُورِ عرق وقت اخراج پسینہ ان صورتوں میں فصد نہ لیجائے اور اسی طرح قے دموی اور اسہال دموی میں جب کثرت استفراغ سے ضعف طاری ہوگیا ہو

گلٹی کا علاج بعد از فصد

اور

جونک یا سینگی کا بیان!

اگر فصد کے بعد بھی گلٹی میں تکلیف باقی رہے تو مادہ کا اخراج بذریعہ جونک یا سینگھی لگائیں اور عام قاعدہ کے موافق دوسرے روز پھر جونک لگائیں اور جونک یا سینگھی لگانے کے بعد گل بابونہ کے جوشاندہ سے دھلوائیں اور اطراف جدوار والا ضماد لگاکر خاص جگہ پر یعنی جہاں جونک کے ڈنک لگے ہوں، اول آب برگ نیب گرم گرم طلاء کریں بعدہٗ ضماد مذکورہ لگادیں جونک یا سنگی فصد کے بعد زیادہ مفید ہوتی ہے۔ مگر جہاں پر خون کی زیادتی نہو یا قاعدہ سے فصد مانع ہو جیسے شیر خوار بچہ یا مرض کا انتہائے وقت یا ملکی آب وہوا وغیرہ، تو سینگی وغیرہ ہی پر اکتفا کریں۔

نوٹ۔ اگر مادہ جسم میں کثرت سے ہوگا اور عام تنقیہ نہوا ہوگا تو یقیناً جونک غیر مفید بلکہ نقصان دہ ہوگا
اگر عورت کی سیدھی پستان سے کچھ اوپر گلٹی ہو تو جونک نہ لگائیں بلکہ فصد لیں، جونک لگانے کے بعد خون بند کرنے والی چیزیں مثل گل دیگدان وغیرہ کے استعمال کرانے کی ضرورت نہیں۔ تاکہ خون بہتا رہے اسمیں کوئی حرج نہیں ہے، کہ فصد کے قبل گلٹی کا خون بذریعہ جونک یا سنگھی نکال کر فصد لیجائے، تاکہ اس کا مادہ دوسرے اعضاء کی طرف رجوع نہونے پاوے۔

مفرحات ومقویات

جب مریض نازک حالت میں رجوع ہو، مفرحات ومقویات دیے بغیر چارہ نہوگا جس چیز کی اس موقع پر آزمائش کی گئی ہے وہ دواء المسک معتدل ہے اور عرقیات

میں سے عرق بید مشک عرق کیوڑہ، گاؤزبان اور گلاب اپنے اپنے موقع پر اور
حجریات میں سے، یاقوت، عقیق، اور مروارید، شربتوں میں سے شربت ترنج، شربت
نارنج، شربت آلو بخارہ، شربت انار ولایتی، شربت نیلوفر۔
واضح ہو کہ اصل دواء المسک ہے اور یہ جملہ اس کے بدرقے ہیں، دواء المسک
اس مرض کی خاص دوا ہے!

مفرحات کا غلط استعمال

طاعون کا نام سنتے ہی مفرحات تجویز کر دینا ایک غلط رواج ہو گیا ہے، جب ہم
اس مرض کی حقیقت پر غور کرتے ہیں تو ہم کو اس بات کے سمجھنے میں مطلق دقت نہیں
ہوتی کہ ہر موقع پر ان کا استعمال غیر ضروری ہی نہیں بلکہ مضر بھی ہے کیونکہ مفرحات
سے خون کے جوش کو فرو کرنے کا کام نہیں لیا جا سکتا! طریقۂ علاج بھی اجازت
نہیں دیتا کہ مقویات ایسے موقع پر استعمال کرائی جائیں جہاں مرض کا باعث
ضعف نہو، اور ظاہر ہے کہ اس مرض کا باعث ضعف نہیں ہے، کیونکہ اگر اسکا
باعث ضعف ہوتا تو جوان مردوں سے عورتوں کو زیادہ لاحق ہوتا معاملہ اس کے
برعکس ہے پس ثابت ہوا کہ اس کا باعث ضعف نہیں، لہذا جب تک خونیں
جوش باقی ہو اور اصل حرارت میں کمی نہ واقع ہوئی ہو مفرحات و مقویات کا دینا
ایک غلطی ہوگا، بعد تنقیہ، مفرحات بلا تامل دے سکتے ہیں۔ دوسری دواؤں کے

ساتھ قلیل مقدار دواء المسک وغیرہ دی جاسکتی ہیں۔ قبل تنقیہ۔

ایک خاص موقع

اگرچہ اس مرض میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں مگر ایک خاص موقع ایسا بھی آتا ہے کہ جب اندر سردی باہر گرمی ہوتی ہے اور یہ وہ موقع ہے کہ جب خون زیادہ جوش کرتا ہے اور اوپر کی طرف مائل ہو کر اپنی عدم موجودگی سے اندر سردی پیدا کرتا ہے، یہ وقت بھی مریض پر سخت بھاری ہوتا ہے۔

بیرونی علاج

گلٹی کے نمودار ہوتے ہی ضماد جدوار یا اذاراقی والا لیپ کریں اور مسلسل سینک کرتے رہیں اگر چھالے ہوں تو گل ارمنی والا ضماد لگائیں **صفت ضماد** جدوار، جدوار ۳ ماشہ، مکوہ خشک ۶ ماشہ، مغز املتاس ایک تولہ، کبھی زنجبیل ۳ ماشہ بھی شریک کرتے ہیں، سبز مکوہ کے رس یا معمولی پانی میں پکا کر لیپ کریں درد شدید ہو تو آب کونین شامل کریں، **صفت** ضماد اذاراقی کیلئے ایک عدد ضماد مذکور بالا میں اضافہ کریں۔ **نوٹ**۔ جدوار درونج عمدہ ہونا چاہیے۔

صفت ضماد گل ارمنی ۳ ماشہ، کافور ایک ماشہ فلفل سیاہ ایک تولہ، آب کشنیز میں ملا کر طاعونی چھالوں پر لیپ کریں سیاہ چھالوں میں جدوار بھی شریک

کرلینا مناسب ہے **دیگر** زہر مہرہ جدوار گلاب یا آب کو تمیر میں گھس کر چھالوں[5] پر لگائیں اور کبھی صندل اور بڑھائیں (یعنی آخر میں)، پس گوش خصیہ اور مثانہ کی گلٹی میں اقاقیا شریک کریں۔

باب چہارم

دواؤں کا صندوق

یعنی وہ ضروری اشیاء جنکی ضرورت اس علاج میں ہوتی ہے جسمیں بیمار، وتیمار دار وغیرہ سب شامل ہیں۔ آلو بخارا، اذراقی، اصل السوس، مربی آملہ، ابریشم، ادرک، انجیر، السی، اردمونگ، الائچی خورد، بادیان، بنفشہ، بادرنجبویہ، بسد، برگ گاؤزبان، برگ نیب[1]، پوست ترنج، بنڈول مٹی، تخم خطمی، تخم کاسنی، جدوار، خمیرہ گاؤزبان، خمیرہ صندل، خمیرہ مروارید، دواء المسک معتدل، درونج دم الاخوان، روغن گل، روغن السی، ریتا، ریشہ خطمی، زہر مہرہ خطائی، زرشک، زعفران، سرکہ، سپستاں، سنگ جراحت، ست لیموں، شربت ترنج، شربت نارنج، شربت انار ولایتی، شربت نیلوفر، شربت عناب، شربت آلو بخارہ، شادنج مغسول، شیرہ گاؤزبان صندل، صمغ عربی، طباشیر، عرق بیدمشک، عرق گاؤزبان، عرق کیوڑہ، عرق

---

[5] اول چھالوں کا پانی سوئی کے تار، سے نکال دیا جائے اسکے بعد ضماد کیے جائیں۔ [1] نیب کے پتے جلائے جائیں اور مریض کے پاس رکھے جائیں

شاہترہ، عرق گلاب، عرق کاسنی، عطر خس، عسل عقیق، عقاقیا، عناب ولایتی، فلفل سیاہ، کافور، کہربا شمعی، کوتمیر، کشنیز خشک، گل ارمنی، گل بابونہ، گل نیلوفر، گل بنفشہ، گل خبازی، لوبان، مکوہ خشک، مکوہ سبز، مغز املتاس، مروارید، موم خالص، مرجان، مویز، مشک، مرغ، ورق طلاء، ورق نقرہ، یاقوت احمر،

سامان جرّاحی

فصد کھولنے کا نشتر، گلٹی چیرنے کا نشتر، اور ایک داغ لگانے کا آلہ روپیہ کے برابر، اور سینگیاں و جونکیں،

مجربات

معمول حضرت قبلہ گاہی صاحب مرحوم۔ غذا موقوف کریں، اگر زمانہ ابتدا ہے فصد لیں، جدوار والاضماد لگائیں، اور مسلسل سینک کریں، عرق یوسفی، گھنٹہ، گھنٹہ بعد تین تین ماشہ پلائیں، اگر درد موقوف نہ ہو تو جونک یا سینگھی بھری ہوئی کھچائیں، اگر عرق یوسفی تیار نہ ہو تو دواء المسک معتدل ۳ ماشہ ہر سہ گھنٹہ کے بعد دیں اور اسکے اوپر سے عرق بید مشک، عرق کیوڑہ، عرق گاؤزبان تین تین تولہ مناسب شربت کے ساتھ ملا کر پلائیں، درمیانی تین گھنٹے کے اندر اگر کوئی خاص کیفیت پیدا ہو اس کا علاج کریں۔

دیگر۔ ابتداء میں صرف لہسن کا ضماد جو مقدار میں ہو کفایت کرتا ہے۔

افشائے راز

جب میں اپنے ذاتی تجربات کو ایک جگہ جمع کر کے ایک کتابی شکل میں بنا چکا۔ جو اس زمانہ میں ایک نادرات سے سمجھی جاوے گی کیونکہ یہ ایک تصنیف ہے جو آج کل مفقود ہے، اسکی تکمیل کے بعد میرے ذہن میں آیا کہ جس طرح اہل ذوق کیلئے تفصیل و توضیح سے اسمیں آسانی بہم پہنچائی گئی ہے، اہل غرض کے لئے بھی ایسی ہی سہولت کر دی جائے تاکہ ہر دو کے لئے رفع مشکلات ہو جائیں لہذا میں نے اپنا خاندانی نسخہ جس کا تجربہ بار ہا ہو چکا ہے درج کر دیا۔ اور اس طرح اہل خواہش کو مجرب نسخہ کی تلاش کی زحمت سے بچا لیا۔ اگرچہ اس کے اجزاء ایسے نہیں کہ جن پر متقدمین یا متاخرین کی نظریں نہ پڑی ہوں، بلکہ سبھی انہیں اجزا کو اس موذی مرض کے زہر ہلاہل کا تریاق بتاتے ہوئے چلے آتے ہیں، فرق یہ ہے کہ جہاں انہوں نے ان اجزاء کو لکھا ہے وہاں اور بہت سے اجزا بھی تحریر کر دئے ہیں کہ طالب کو مطلوب کی تلاش مشکل ہو جاتی ہے اور بغیر تجربہ کئے ہوئے دُر بے بہا ہاتھ نہیں آتا، مگر اس طرح آنکھ بند کئے ہوئے بھی اسی گوہر آبدار پر ہاتھ پڑتا ہے جس کے آپ متلاشی ہیں، یہ وہی نسخہ دواء المسک والا ہے جس کا تذکرہ معمولات قبلہ گاہی میں کیا گیا ہے

خواب

ایک مرتبہ مجھے بذریعہ رویا معلوم ہوا کہ میں طاعون کی گلٹی پر باندھنے کے لئے گوشت قیمہ کرا رہا ہوں، مگر مجھے اس کے تجربہ کا کبھی موقع نہ ملا۔ کیونکہ بزمانہ طاعون میرے ذہن میں یہ خواب نہ رہا۔

حکایت متعلق خواب بالا۔ ایک مریض طاعون میں مبتلا ہوا اور اُس کو بائیں ران میں گلٹی نکلی، اور وہ اچھا ہو گیا، مگر اُس کا بایاں پیر کبھی کبھی متورم ہو جایا کرتا تھا میں نے مختلف ضمادات کئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر میں میں نے گائے کا گوشت مقام گلٹی پر گرم کر کے بندھوانا شروع کیا اس سے اُس کے درد کو فوراً تسکین ہوئی تمام ورم بہت جلد کم ہو گیا صرف مقام گلٹی متورم رہا، اسکے بعد کبھی ورم نے عود نہ کیا، اور گلٹی بھی خود بخود دفع ہو گئی۔

حکایت میرے ایک عنایت فرما ذکر کرتے تھے کہ ایک موضع میں ایک شخص مبتلا ہوا، کوئی دوا موجود نہ تھی میں نے اُس سے کہا کہ تو سیاہ مرچ تمام شب چبا کر منہ سے پانی بہاتا رہو، اُسنے تمام شب ایسا ہی کیا صبح کو افاقہ تھا۔

حکایت موضع کرال ضلع مین پوری صوبہ آگرہ، ایک طاعونی مریض کے معائنہ کیلئے میں گیا، جب ضماد کا نسخہ تجویز کیا گیا تو اُسنے اس کے استعمال کی ضرورت سے انکار کیا اور کہا لگانیکی دوا تو میں خود دوسروں کو بتاتا ہوں، اور ہزاروں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے میرے اصرار پر اُسنے بتایا کہ چونا آب دھتورہ کسی خاص ترکیب سے لگاتا ہوں

دو ضمادوں میں گلٹی باقی نہیں رہتی۔

حکایت - میرے پاس بعض مریضوں نے ایسا بیان کیا کہ گلٹی شروع ہوتے ہی مٹی کے تیل بھی گیاس کا تیل خوب ملا گیا تو گلٹی غائب ہو گئی۔ بعض جدید مطبوعات میں اس کا اندرونی طور پر بھی استعمال بتایا گیا ہے

طاعونی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی

موسم کی حالت دیکھ کر معلوم ہوا کہ دو ماہ کے اندر بلدہ میں طاعون کا شیوع ہو جائے گا۔ لہذا بغرض تحفظ عوام کی آگاہی کے لئے ایک مضمون شایع کرایا جسکو مقامی اخبار "صحیفہ" نے ۱۹ شوال سنہ ۱۳۳۴ یا ۱۳ مہر سنہ ۱۳۲۵ ف کی اشاعت میں شایع کیا اور طاعون حسب پیشین گوئی شہر میں کثرت سے پھیلا۔ پیشین گوئی سے مطلب وہ پیشین گوئی نہیں جو بغیر آثار و علامت کی جاتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ آثار و نشانیاں جو طاعون سے کچھ قبل نمودار ہو جایا کرتی ہیں موجود تھیں انہیں کو دیکھ کر طاعون کے ہو جانے کا اعلان کیا گیا تھا البتہ یہ وہ نشانیاں ہیں، جن کا تذکرہ دیگر کتب میں نہیں

خلاصہ مضمون اخبار صحیفہ درج کیا جاتا ہے

تدبیر حفظ ما تقدم کے اختیار کرنے میں باشندگان بلدہ کو تاخیر نہ کرنا چاہئیے۔ آپ

اس مرض سے خوف نہ کریں، یہ مرض بھی دوسری بیماریوں کی طرح ایک بیماری ہے
چونکہ حکماء اس کو متعدی بتاتے ہیں اسلئے اس سے خوف پیدا ہوگیا ہے، اگر مرض
متعدی ہوتا تو نہ کوئی حکیم بچ سکتا نہ کوئی ڈاکٹر، ایسے تعدیہ کی شارع نے نفی فرمائی
ہے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ پیغمبر خدا حضرت مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ
ٹھیرا ہوا تھا کہ ایک دوسرا قافلہ وہیں اقامت گزیں ہوا جن کے اونٹوں کو خارش تھی،
آپ کے قافلہ والے اپنے اونٹوں کو علحدہ لیجانے لگے آپ نے سبب دریافت فرمایا
تو انہوں نے عرض کیا کہ کہیں ہمارے اونٹوں کو خارش ہو جائے، تو اسپر ارشاد مبارک
ہوا کہ پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے لگی تھی؟ اور فرمایا نہ مرض کا تعدیہ کوئی چیز
ہے، اور نہ بدفالی بعض حکماء تعدیہ کے قائل ہیں مگر تعدیہ اس طرح ہو سکتا ہے جسطرح
چیچک یا طاعون کا ٹیکہ لگا کر تعدیہ کیا جاتا ہے مگر اسمیں اور اس عام خیال کے تعدیہ میں
بڑا فرق ہے، تو ذرا ایسے وقت پر استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے اور خوف
کے پاس نہ جائے کیونکہ خوف طاعون سے بھی بڑا مرض ہے، ابھی چند سال پیشتر
ایک قصبہ میں نمودار ہوا، لوگ مکان چھوڑ کر بھاگ گئے، ایک مقفل مکان میں ایک چور
گھسا اور چوری میں مصروف تھا کہ ایک اور چور داخل ہوا جب اسنے کچھ آہٹ سنی تو
آواز دیکر کہا کون ہے، پہلے چور نے جواب دیا کہ میں طاعون ہوں! دوسرا چور
اس آواز کو سنکر بیہوش ہوکر گر پڑا اور مر گیا۔ اسکے مطابق ہمارا تجربہ ہے کہ خوفزدہ
اشخاص پر اس کا اثر جلد ہوتا ہے اور کم نجات ہوتی ہے۔ برعکس ان کے جو کچھ

خوف نہیں کرتے وہ کم مبتلا ہوتے ہیں اور اکثر نجات پاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ڈر سے دل کمزور ہو جاتا ہے، لہذا اس مرض سے ہرگز خوف نہ کرنا چاہئے احتیاطی تدابیر کا اختیار کرنا خوف نہیں ہے اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ان ایام میں، کوئی بات بھی پیدا ہو تو فوراً اُس کا تدارک کرنا چاہئے خواہ وہ ایک معمولی درد ہی ہی کیوں نہو، کیونکہ اس مرض کی ابتدا بھی ایسی ہی خفیف ہوتی ہے اگر اسوقت علاج کر لیا گیا تو فوراً ہی فائدہ ہو جاتا ہے، مریض کے پاس جانے کے وقت کوئی خوشبو اپنے پاس رکھیں اور اس کے فضلات اور منہ کی بھاپ کی بدبو سے علحدہ رہیں، کیونکہ ان چیزوں سے انسان کو تنفر آتا ہے اور خوشبو اسی غرض سے ہے کہ بدبو کا اثر دماغ کو نہونے پائے اور یہ طریقہ ہر وقت مفید ہے، طاعون کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں، عطر خس موسم طاعون میں مریضوں کے پاس جاتے وقت اگر لگایا جاوے، تو یہ سب سے زیادہ مفید ہے، محنت شاقہ چونکہ محرک اخلاط یعنی جسم کی رطوبات کو ہیجان میں لاتی ہے اسلئے مضر ہے خراب موسم کے آثار شروع ہوتے ہی مسہل لے کر جسم کو پاک و صاف کر لیا جائے جو جو ٹیکہ سے بھی زیادہ مفید ہے۔

میرا طاعونی ٹیکہ

جب میں اس مرض کے مجرب علاج کی فکر میں تھا تو ٹیکہ کی ادویہ کا نسخہ بھی

میں نئی ترکیب سے [illegible] جسم [illegible] کا [illegible] بعض شئے اگر استعمال کیا جائے تو
طاعون سے محفوظ رکھتا ہے اور بحالت مرض نجات کا باعث ہوتا ہے مگر بجائے
خود اسقدر تکلیف دہ ہے کہ چند تجربات کے بعد اس کو رواج دینے کی جرأت نہوئی
اس کا اثر چند منٹ میں جسم انسان پر پیدا ہوتا ہے مرض [illegible] تکلیف [illegible] کی تکلیف
غالب آجاتی ہے۔ ایک مریض جسکو مرض سے نجات تو مل گئی مگر خاص اسکی تکلیف
سے ایک ماہ تک علیل رہا۔

ڈاکٹری اصول کے متعلق ایک مختصر بحث

اس بیان کے لکھنے کی اسلئے ضرورت ہوئی کہ بعض ڈاکٹری اصول ایسے
ہیں جن کے تسلیم کرنے سے بعض بدیہیات کا انکار کرنا پڑتا ہے اسی بناء پر یہ احتمال پیدا
ہوا کہ مبادا ناظرین طب جدید کو اس رسالہ کے کسی مسئلہ کے سمجھنے میں غلط فہمی نہ واقع
ہو جائے بعض اہم امور کے متعلق مختصر بحث کیجاتی ہے

آجکل سب سے بڑا مسئلہ جراثیم کا سمجھا جاتا ہے جو درحقیقت کوئی چیز نہیں یہ
وہی قدیم مسئلہ ہے جس کا ذکر ہمارے یہاں شب و روز مادہ کے نام سے کیا جاتا ہے
فرق صرف اسقدر ہے کہ ہم مادہ کہکر وہ کل شئے مراد لیتے ہیں جو باعث فساد ہے
مثلاً اگر کسی شخص کو صفرہ کی زیادتی سے بخار آرہا ہے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ بخار کا باعث وہ کل
صفرا ہے جو جسم میں زائد پیدا ہو کر بخار کا سبب ہوا ہے مگر آجکل کے اصول جدید کے لحاظ

یعنی ہر ایک مادہ فاسد کو خوردبین سے دیکھکر اسکے جراثیم کو ان کی مخصوص صورت کے نام سے اُس کا نام رکھتے
ہیں۔ چونکہ ہماری تشخیص میں بخار صفراوی تسلیم ہو چکا جسکو ہم سینکڑوں برس سے
صفراوی تپ یا تپ صفراوی کہتے آئے ہیں اور صفرا جسم سے موجود ہونا چلا آیا ہے
اسی تپ کے جراثیم کا وہ جو نام رکھتے ہیں درحقیقت وہ صفراوی جراثیم کے نام ہیں
جس کا خلاصہ صاف یہ ہوا کہ ہم نے تمام مادہ باعثہ کا نام صفرا کہا اور انہوں نے مادہ کے
ہر ایک ذرہ کا نام اپنے حسب منشا رکھ لیا۔ یہی فرق صرف اسیقدر رہا کہ صفرا کہنے سے تمام
مادہ باعثہ مراد لی گئی۔ اور یہ تو یہ کہکر صفرے کا ایک ذرہ مراد لیا گیا جس طرح گلہ
یا ریوڑ کہنے سے تمام بکریاں مراد ہوگئیں۔ اور بکری کہنے سے صرف ایک بکری۔
اور گلہ میں علیحدگی اعتباری ہے نہ کہ حقیقی۔ اب میں ایک ڈاکٹر صاحب کا بیان
پیش کرتا ہوں جنہوں نے جراثیم کو باعث مرض تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے
اُن کی رائے میں جراثیم مرض کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ ان جراثیم کو
باعث افنائے مرض خیال کرتے ہیں۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ڈاکٹر صاحب کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے

(جراثیم طاعون کا سبب نہیں ہوتے)

جناب ڈاکٹر صادق حسین صاحب ریٹائرڈ سرجن لاہور کی جانب سے

ایک مضمون لاہور کے مشیر الاطبا میں شایع ہوا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے، کہ جراثیم امراض کے باعث نہیں ہوتے، بلکہ جراثیم مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور اس امر کے ثبوت میں چند دلایل تحریر فرمائے ہیں جو اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں۔

(۱) موجودہ لشکروں کا انتظام شہر کے انتظام سے بہتر ہوتا ہے، فوجی لوگ عام طور پر مضبوط و تندرست و ٹیکہ زدہ ہوتے ہیں پھر بھی امراض متعدیہ کا انہیں پھیل جانا صاف اس امر کی دلیل ہے کہ جراثیم امراض کا باعث نہیں ہوتے کیونکہ میدانوں میں جراثیم کم ہوتے ہیں، جہاں فوجیں قیام پذیر ہوتی ہیں، نیز جہاں کہیں جراثیم کا بندوبست رہتا ہے وہیں امراض زیادہ پھیلتے ہیں اور جہاں جراثیم کی احتیاط نہیں کیجاتی وہاں پر امراض کم ہوتے ہیں۔

(۲) جن دنوں کسی مرض کی وبا پھیلنے کو ہوتی ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ اس وبا کے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں اگر جراثیم ہی وبار کے اسباب ہیں تو یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ جراثیم کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے اور ان کی سمیت بڑھ جاتی، مگر آجتک وبا کے آنے سے پہلے جراثیم کی غیر معمولی کثرت اور سمیت کبھی نہیں دیکھی گئی۔

(۳) امراض متعدیہ کے شروع میں جراثیم مولدہ نہیں پائے جاتے کچھ دنوں بعد خون میں اور مریض کے دوسرے رطوبتوں میں نظر آتے ہیں، اگر جراثیم باعث ہوتے تو شروع میں مرض سے انکا پایا جانا ضروری تھا۔

لہذا جراثیم مرض کے باعث نہیں بلکہ مرض جراثیم کے ظہور کا سبب ہے اور مرض مذکورہ بالا سے یہ بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ انسان کے داخلی اور خارجی محیط میں جو جراثیم کی بحد کثرت پائی جاتی ہے یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ان کی ہستی انسان کی صحت قایم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

بعض امراض میں بعض قسم کے جراثیم کا زیادہ بڑھنے لگنا اور امراض جسم سے پرورش پاکر زہری فضلات پیدا کرنا ایک غیر معمولی بات ہے، اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ جراثیم اسباب مرض ہیں، بلکہ جراثیم تغیر پیدا کرنے کے سبب ہیں ہیں۔ ناک، کان کے امراض اور دوسرے بدن کے زخموں میں اکثر اوقات کیڑے پڑ جایا کرتے ہیں، حالانکہ کیڑوں کے جراثیم ہمیشہ انسان کے پاس یا شاید اس کے جسم کے اندر رہتے ہیں مگر جبتک جسم یا آبلے کا کوئی حصہ مریض نہو تب تک یہ جراثیم پرورش پاکر کیڑے نہیں بن جاتے، اور ان کیڑوں کو ان امراض کا سبب نہیں کہا جا سکتا بلکہ امراض ان کیڑوں کی نشوونما کے سبب ہوتے ہیں، یہی کیفیت ان جراثیم کی ہے جن کو مولدہ امراض کہتے ہیں۔

(۳) معلوں نے جب خاص قسم کی خوراکوں کے ساتھ جراثیم کی پرورش کرتے ہیں تو ممکن ہے کہ یہ خاص قسم کی خوراکیں جراثیم کی خصلت بدلتی ہوں اور ان سے زہری فضلات پیدا ہونے لگ جاتے ہوں اور پھر ان کی زہری پچکاری کسی دوسرے جانور کے جسم میں کردیجائے تو اس میں خاص قسم کی زہری علامات پیدا ہونے لگ جاتی ہوں

(۳) ممکن ہے کہ قدرت بعض امراض میں جراثیم کو اسلئے بھیجی ہو کہ وہ مریض حصہ کو کھا کر
فضلات بنائے جو دوران خون کے ذریعہ بدن سے خارج ہوتے رہیں اور جب اسطرح
سارے مرضی مادوں کا دفع ہو جائے تو مریض تندرست ہو جائے اور وہ جراثیم بھی چلے جاتے
ہیں اور اس سے یہ بات ثابت ہے کہ جب جراثیم کے مادہ کو دور نہ کر سکتے ہوں تو مرض
قائم یا مہلک ہو جاتا ہے۔

کیا چوہے طاعون کا سبب ہو سکتے ہیں؟

ڈاکٹروں کا قول ہے کہ سب سے پیشتر چوہے پر طاعون کا اثر ہوتا ہے، پشو
مبتلا شدہ چوہے سے خون چوس کر انسان کے جسم میں داخل کر کے اُس زہریلے اثر
سے بیمار کر دیتا ہے، لہذا بقول ڈاکٹر صاحبان (۱) چوہے مارو (۲) بلی پالو (۳)
ٹیکہ لگاؤ (۴) طاعونی مریضوں کے پاس نہ جاؤ۔ مگر یہ چاروں امور قابل اعتراض ہیں
مثلاً سب سے پیشتر چوہوں پر بیماری کا اثر ہونا بتایا جاتا ہے اور پشو کو چوہے سے مادہ
لاکر انسان کے جسم میں داخل کرنے والا بیان کیا جاتا ہے۔
اس صورت میں چوہا بالکل بے گناہ ہے، کیونکہ نہ وہ خود مبتلا ہوا اور نہ اُسنے انسان
کو مبتلا کیا، چوہے کو کسی اور چیز نے مبتلا کیا اور انسان کو پشو نے، ڈاکٹر صاحبان نے
چوہے کے قتل کا حکم دیا چنانچہ چوہے ہزارہا قتل ہوئے مگر کچھ نتیجہ نہ برآمد ہوا، جب
تجویز و تشخیص صحیح ہوتی ہے اُسی وقت تدبیر فائدہ کرتی ہے۔

(ب) جبکہ ڈاکٹر صاحب اس بات کو تسلیم فرماتے ہیں کہ پسو چوہے سے مادہ لاکر انسانوں میں طاعون پھیلاتا ہے، تو یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ بجائے چوہے کے کسی اور شئے سے مادہ لاکر چوہے کو بھی مبتلا کرتا ہو۔

(ج) دراصل چوہا ایک قدرتی اشارہ ہے، جب وہ مبتلا ہوتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اب اس مقام کی ہوا خراب ہو گئی، طاعون نے لڑائی کا بگل پھونک دیا اور ہم کو حفظ ماتقدم کے ساز و سامان درست کر کے مقابلہ کے لئے میدان میں آجانا چاہیئے۔

(د) جبکہ یہ بات ہے کہ چوہا ہمارے پاس نہیں آتا، آنے والی چیز پسو ہے اور بقول ڈاکٹر صاحب وہی جسم انسان میں مادہ طاعونی کو داخل کرتا ہے، تو قابل تدارک پسو ہوا نہ کہ چوہا؛ کیونکہ اگر پسو نہ ہوتا تو مادہ انسان کے جسم میں نہ داخل ہو سکتا ہے۔ نیز اگر پسو باقی رہا تو وہ دوسرے مبتلا شدہ جانوروں سے بھی مادہ لاکر جسم انسان میں داخل کر سکتا ہے اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ طاعون چوہا نہیں بلکہ طاعون کوئی اور چیز ہے جس سے چوہا مبتلا ہوتا ہے۔ پس چوہے کے مرنے سے طاعون اور پسو ہر دو برقرار رہتے ہیں، بلکہ ڈاکٹری کا اصول بلی کے پالنے کا مشورہ دیتا ہے اور بلی بھی چوہے کی طرح مبتلا ہوتی ہے تو پسو صاحب اسی سے مادہ لاکر پھیلاتے رہیں گے۔ لہذا نہایت بہتر ہوتا اگر پسو کے مارنے کی تدبیر نکالی جاتی تاکہ ڈاکٹری اصول

کے مطابق تدبیر کمل ہو جاتی۔

(س) یہ بیان کردہ تدابیر ابتدائی تدابیر نہیں ہیں جب چوہے مرنا شروع ہو جاتے ہیں اُس وقت تو طاعون گھر میں گھس پڑتا ہے۔ اس لئے طاعون چوہوں کے مارنے سے ہرگز کم نہیں ہو سکتا۔ اسکی روک تھام اُس وقت سے کرنا ضروری تھی جبکہ وہ آبادی سے بھی دُور تھا۔ مگر تعجب باوجود کوشش کے ڈاکٹری کتب میں ایسی نشانیوں کا پتہ نہ چلا جس سے طاعون آنیکے قبل کا پتہ چل جاتا۔ صرف چوہوں کا مرنا بیان کیا جاتا ہے۔ لہذا اگر چوہے مر جائیں گے تو ڈاکٹری اصول کے مطابق ایک نشانی بھی باقی نہ رہے گی۔ پس طاعون آموجود ہوا کریگا اور کسی کو خبر بھی نہ ہونے پایا کریگی، طاعون کی روک تھام اُس وقت سے کرنا چاہئے جبکہ یہ آبادی سے بھی دور ہو۔ مگر ان نشانیوں کا ڈاکٹری کتب میں پتہ نہیں ہے ہمارے اسی رسالہ سے ان نشانیوں کو معلوم کرلینا چاہئے۔

(ص) امر قابل غور یہ ہے کہ انسان تک طاعون پہنچنے کے واسطے اور ذرایع کو بیان کرنے کی وجہ کیا ہے در حقیقت یہ ایک قابل تذکرہ امر ہے جس کو یہ ذرۂ بے مقدار عرض کرنا چاہتا ہے۔ سنئے

طاعون کا وجود تو مسلم امر ہے لہذا ڈاکٹر صاحبان پر یہ فرض تھا کہ انسان تک اس کے آنے کا سبب بتائیں جو قابل مشاہدہ بھی ہو۔ کیونکہ

وہ خود بھی ایسی صحیح سے صحیح اور بہتر سے بہتر بات بھی تسلیم کرنے کیلئے راضی نہیں ہو سکتے جو قابل مشاہدہ نہو۔ لہذا ان پر بھی یہی فرض تھا کہ قابل مشاہدہ ہی کوئی بات اسکے متعلق بیان کریں کیونکہ اُنکی جانب سے طب یونانی پر بہت بڑا اعتراض یہی ہے کہ اس میں محض عقلی (خیالی) باتیں درج ہیں۔ پس اگر طاعون کا کوئی سبب قابل مشاہدہ ڈاکٹروں کے طرف سے دنیا کے روبرو نہ پیش ہوتا تو گویا ایک نوع کے نقص کی ذمہ داری ان پر عاید تھی مگر باوجود اس کوشش کے مطلب نہ حاصل ہو سکا یعنی یہ امر قیاس کے دائرہ سے نکلکر مشاہدہ کے میدان میں نہ داخل ہو سکا اور دعوی بغیر ثبوت ہی کے رہا۔ جس کو وہ غلط فہمی کی وجہ سے مشاہدہ خیال کرتے ہیں جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) وہ کہتے ہیں کہ پسو مبتلا شدہ چوہے سے مادہ لاکر جسم انسان میں داخل کر دیتا ہے اور وہ مادہ جسم انسان میں پرورش پاکر اُس کو ہلاک کر ڈالتا ہے، اسی کو وہ مشاہدہ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ مشاہدہ نہیں صرف قیاس ہے اگر قیاس نہیں تو کیا دنیا کے تمام ڈاکٹروں میں سے ایک ڈاکٹر بھی ان امور کے متعلق اپنا حلفی یقین نہیں دلا سکتا ہے۔

......

(ط) مشاہدہ سے پہلے قیاس کو میدان عمل میں لانا پڑتا ہے

اور یقیناً انسان کے جسم میں طاعون کے داخل ہونے کے متعلق ڈاکٹر صاحبان کو قیاس دوڑانا ضروری تھا تو ان کو اپنے بھائی مچھر والے ڈاکٹر کا خیال آتے ہی پسّو کو طاعون کا لائسنس دے دیا۔ کیونکہ مچھر کو ملیریا کا لائسنس مل ہی چکا تھا دو ذمہ داریوں کا وہ متحمل نہو سکتا تھا، دوسرے کاٹ جذب کرنا پسو میں دونوں باتیں نکل آئیں۔ پس در حقیقت ڈاکٹر صاحب کا یہ قیاس ہی ہے مشاہدہ نہ ہوا۔

اے میرے دوستو غور تو کرو کہ پسو کو انسان تک آنے کی وجہ کیا ہے، اور چوہے کے پاس وہ کیوں گیا تھا؟ اس سوال کا جواب آپ یہی دیں گے کہ چوہے کے جسم پر بھی وہ غذا حاصل کرنے گیا تھا، اور انسان کے جسم پر بھی غذا ہی حاصل کرنے کے لئے آیا ہے گویا تمہارے جسم سے وہ خون چوستا ہے نہ کہ کوئی چیز تمہارے جسم میں داخل کرتا ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ جس حصہ جسم کو وہ انسان کے جسم میں داخل کرتا ہے وہ چوہے کے کسی خون سے آلودہ ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ آسانی اس طرح حل ہو سکتا ہے کہ بڑے جانور مثلاً بلی کتے وغیرہ کو کوئی چیز کھلا کر دیکھا جائے کہ کھا چکنے کے تھوڑی سی دیر بعد آیا اُن کا مُنہ

صاف پاک نظر آتا ہے یا خون آلود ! اگر آلودہ نظر آئے تو ڈاکٹری مسئلہ صحیح، ورنہ غلط۔ یہ ایسی صاف بات ہے کہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

قدرت نے سب جانوروں کو بالخصوص حیوان خوروں کو،، اس قدر تمیز عطا فرمائی ہے کہ وہ کھا چکنے کے بعد منہ ضرور صاف کر لیتے ہیں۔

پسّو کا مردہ چوہے سے علٰحدہ ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ اُس میں قوت حاسّہ موجود ہے جس سے وہ چوہے کو مردہ سمجھتا ہے خواہ اُس کو مردہ سمجھنے کے لئے کوئی اسباب اور بھی ہوں، تاہم کہا جا سکتا ہے کہ بیمار چوہے سے بھی وہ خون نہ چوستا ہوگا۔ یہ خیال صحیح ہونے (سے) جبکہ آپ اس امر کے قایل ہیں کہ طاعون کا خفیف مادہ قبل از قبل جسم انسان میں بذریعہ ٹیکہ داخل کرنے سے جسم طاعونی اثر کا عادی ہو جاتا ہے اور طاعون کا اثر اس پر زیادہ نہیں ہونے پاتا، تو کیا وہ مادہ جو بذریعہ پچکاری جسم انسان میں داخل کیا جاتا ہے اس مچھر کے سونڈ میں بھرے ہوے خون سے بھی کم ہوتا ہے جس کو ایک ذرہ کا ذرہ کہنا چاہئے۔ اور اگر وہ اس قدر بھی نہیں تو اُس کو طاعونی مادہ کہنا بھی درست نہیں، اسیطرح اگر اس پچکاری کے مادہ کی نوعیت بدلجاتی ہے تو وہ بھی

طاعونی مادہ نہیں کہا جاسکتا اور نہ وہ کوئی اثر کرسکتا ہے۔

(ق) یہ امر ظاہر ہے کہ چوہا طاعون نہیں پس جس طرح چوہے سے انسان تک مادہ لانے کی کیفیت بیان کی گئی ہے، لازم ہے کہ طاعون سے چوہے تک مادہ پہنچنے کے اسباب بھی بتائے جائیں ورنہ مسئلہ پوری طور پر حل نہ ہوگا اور ایک قیاسی امر رہیگا۔

اصل بات یہ ہے کہ طاعون زمینی ابخرات کی وجہ سے پھیلتا ہے لہذا زمین کے اندر رہنے والے جانور اول مبتلا ہوتے ہیں اس کے بعد زمین کے اوپر رہنے والے، چوہا چونکہ زمین کے اندر رہتا ہے نیز وہ انسان کے جسم سے چھوٹا بھی ہے، اس لئے وہ بیشتر بیمار ہوتا ہے اور اس کے بعد انسان۔

چونکہ ڈاکٹر چوہوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اس لئے طاعون میں کوئی کمی نہیں آنے پاتی۔

(د) ڈاکٹری طاعونی ٹیکہ کی فلاسفی

اس مرض کے حفظ ماتقدم کے لئے حکمار نے دو بڑے اصول بتائے ہیں

(۱) قبل از وقت جسم کو فضلات سے پاک وصاف کرلینا۔

(۲) اعضائے رئیسہ کو قوت پہنچانا۔

واقعی یہ ہر دو اصول نہایت مفید اور عقل کے مطابق ہیں ہر شخص
اس امر کا قائل ہے کہ فضلات بیماری کے لئے موئید و معاون ہوا کرتے ہیں
پس جسم کی صفائی بیماری کی روک تھام ہے اور اسی طرح اعضائے رئیسہ
جب قوی ہوتے ہیں تو وہ مرض کا مقابلہ و مدافعت ہر دو کر سکتے ہیں لیکن
اگر وہ کمزور ہوں تو مرض آگھیرتا ہے صدیوں سے اسی پر عمل چلا آرہا ہے
اور ہمیشہ ان سے کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔

اب ڈاکٹری تدبیر حفظ ماتقدم یعنے ٹیکہ کا حال سنئے، اس کے نتایج پر غور کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماء کے اصول کے بالکل برعکس اسکے نتایج ہیں، یعنی
(۱) یہ جسم کو غلیظ کرتا ہے اور (۲) اعضائے رئیسہ کو کمزور بناتا ہے۔
جسم کا غلیظ کرنا ظاہر ہی ہے، البتہ اعضائے رئیسہ کا کمزور کرنا اسطرح
پر ہے، کہ طاعون اعضائے رئیسہ کو کمزور کرتا ہے، ٹیکہ کا مادہ خواہ کتنا ہی
کمزور ہو تاہم طاعون کا مادہ ہی ہے لہذا وہ اعضائے رئیسہ کو ضرور کمزور
کرے گا۔ خواہ زیادہ نہ کر سکے، اس لئے ہم ٹیکہ اندازی کی رائے ہرگز نہیں
دیتے، ہمارے ہمعصروں کو اس معاملہ پر فکر غور کرنے کی ضرورت ہے۔
شرع شریف ایسے خبائث اشیاء کو اندرون جسم داخل کرنے کی
ہرگز اجازت نہیں دیگی اور نہ طبی اصول اس عمل کی تائید کرتے ہیں۔
تاہم اس مسئلہ پر کامل روشنی ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

غالباً آپ اس بارے میں ہمارے ہم خیال ہوں گے کہ طاعونی ٹیکہ
کی ایجاد کا باعث اور عامہ خلائق کے اعتقاد کا سبب **چیچک کا ٹیکہ**
ہے اگر چیچک کے ٹیکہ نے اپنی کامیابی کے باعث مقبولیت کا باعث پیدا
نہ کیا ہوتا تو نہ موجد کو طاعونی ٹیکہ کی ایجاد کا خیال آتا اور نہ عوام اس کے
لگانے پر راضی ہوتے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس غیر حقیقی
مناسبت کی رازافشائی کی جائے اور موجد کے مغالطہ کو عوام پر ظاہر
کر دیا جائے۔

موجد نے ٹیکہ کی نوعیت پر غور کیا مگر نوعیت مادہ مرض سے وہ خالی الذہن
رہا اس لئے اس کا ایجاد کردہ ٹیکہ طاعونی بیکار ہے میں اس اجمال کی کچھ
اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ مسئلہ عام فہم ہو جائے۔

طب یونانی نے اس امر کی پوری وضاحت کر دی ہے اور کامل ثبوت
دیدیا ہے کہ چیچک کا مادہ جسم انسان میں پیدائش کے وقت سے موجود
رہتا ہے مگر طاعون کا مادہ موجود نہیں رہتا۔ یہاں اس قدر اور واضح
ہو جانا چاہیئے کہ حکماء نے لکھا ہے کہ تمام عمر میں ایک بار خون کا جوش
میں آنا ضروری ہے اور چیچک اسی جوش خون کا نتیجہ ہے۔ پس جب چیچک
کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے تو موجودہ چیچک کے مادہ میں ہیجان و جوش پیدا ہو کر
ہمیں چیچک کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے فرق صرف اس قدر ہوتا ہے

کہ ٹیکہ کی وجہ سے جو جوش پیدا ہوتا ہے وہ قبل از وقت یا بے وقت ہونیکی
وجہ سے اسقدر شدید نہیں ہوتا جتنا کہ چیچک کے باعث ہوا کرتا ہے اور چونکہ
تمام عمر میں صرف ایک ہی بار جوش کی ضرورت تھی اس لئے دوبارہ جوش
نہیں ہوتا " یعنی چیچک نہیں نکلتی " پس چیچک کا ٹیکہ اس کے مادہ کو ابھارنے
کا کام دیتا ہے نہ کہ روکنے کا ۔ برعکس طاعون کے کہ اُس کا مادہ جسم انسان
میں موجود نہیں ہوتا اگر ٹیکہ لگایا جاوے گا تو وہ بات ہرگز حاصل نہ ہوگی جو
کہ چیچک کے ٹیکہ میں حاصل ہوا کرتی ہے بلکہ یہ مادہ جسم میں پہنچ کر کچھ بگاڑ پیدا
کرے گا ، ہم نے اسی بنا پر کہا ہے موجد نے اِس کی ایجاد میں دھوکہ کھایا اور
یہ خیال محض وہم ہے کہ چیچک کا ٹیکہ جسم میں جاکر چیچک کی مدافعت کیا کرتا
ہے ۔ اگر طاعونی ٹیکہ کے موجد کا قیاس صحیح ہوتا تو چیچک کے ٹیکہ کی طرح اس
ٹیکہ کو بھی تمام عمر میں ایک ہی بار لگانے کی ضرورت ہوتی ، (۶) ماہ کے بعد
بیکار ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی ۔

غالباً ہماری اس صحیح توضیح کے بعد طاعون کے ٹیکہ کی حقیقت
سب پر واضح ہو جائیگی اور متبعین بہت جلد اصلاح کی طرف متوجہ ہوکر مخلوق
کو فائدہ پہنچانے کی فکر کریں گے ۔

ایک عام غلط فہمی کا ازالہ بھی یہاں پر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔
وہ یہ ہے کہ چیچک کے ٹیکہ کے موجد بھی ڈاکٹروں ہی کو خیال کیا جاتا ہے حالانکہ

اس کی ایجاد اطبا نے کی ہے، چنانچہ سب سے پیشتر چیچک کے کھرنڈ ہی کو گڑ میں ملا کر اطفال کو اسی مقصد کے لئے کھلایا جاتا تھا اس کے بعد کھرنڈ " یعنی چیچک کی کھیلی " پیسکر نو مولود کی ناف میں بذریعہ دایہ پھونکنے کا عمل جاری ہوا۔ مگر تیسری اختراع نہایت آسان کی گئی یعنی کلائی کے بال اُسترہ سے مونڈکر کھرنڈ کو پانی میں گھس کر لگایا جانے لگا جس سے صرف وہیں مادہ برآمد ہوتا اور بچہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتا تمام ہندوستان میں اس کام کو مالی کیا کرتے تھے، چنانچہ مولوی عبد الصمد صاحب مرحوم جو فنانس میں سر رشتہ داری یا منتظمی پر مامور تھے مسٹر مظفر امام بیرسٹر کے رشتہ میں چچا ہوتے تھے موصوف کی کلائی پر اس قسم کا ٹیکہ لگا ہوا دیکھنے والے بعض معزز حضرات عہدہ دار سرکار عالی اب تک حیدر آباد میں تشریف فرما ہیں، ہماری کتب میں جو ڈاکٹروں کے وجود سے پیشتر کی لکھی ہوئی ہیں ان میں چیچک کے کھرنڈ کو کھلانے اور ناف میں پھونکنے کا تذکرہ موجود ہے، اگر آپ کو حوالہ کتب دیکھنا ہو تو اکسیر اعظم جلد ۴ صفحہ ۳۴۳ مطبوعہ نول کشور ملاحظہ فرما سکتے ہیں غرضکہ بلا شک اس چیچک کے ٹیکہ کے ہم موجد ہیں، البتہ آخری اصلاح جو بذریعہ گائے کے کی گئی ہے وہ بیشک قابل قدر ہے، مگر اس اصلاح سے ڈاکٹر موجد نہیں ہو سکتے موجد ہم ہی کہلائینگے

ٹیکہ کی ایجاد میں مغالطہ

ٹیکہ کی آزمائش جانوروں پر کیگئی ان سے جو نتایج برآمد ہوئے انسان پر بھی وہی قیاس کرلئے گئے حالانکہ انسان کا مزاج اور ہوتا ہے اور جانور کا اور اس لئے یہ قیاس مع الفارق ہوا لہذا یہ اصول ہی غلط ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیز جانوروں کو مفید ہو ضرور نہیں کہ وہ انسانوں کو بھی مفید ہو۔

ہر نوع ایک جدا مزاج رکھتی ہے، مثلاً انسان کی نوع کا ایک مزاج خاص ہے اور خرگوش کی نوع کا ایک جدا، اس کو مزاج نوعی کہتے ہیں، انسان اپنے مزاج نوعی کے اعتبار سے آپس میں یکساں ہوتے ہیں پھر بھی آپس کے تھوڑے سے اختلاف مزاجی کے باعث جو کہ ایک نوع کی افراد میں ہوا کرتی ہے، ایک ہی چیز ایک کو مفید اور دوسرے کو غیر مفید ہوتی ہے چہ جائیکہ جانور اور انسان جو آپس میں باعتبار نوع کے بالکل مختلف ہیں کیونکر ایک چیز ہر دو کے لئے مفید ہوگی۔

بہت سی چیزیں انسانوں کو مفید ہیں اور جانوروں کو زہر جیسے بادام کے ۲۱ دانہ گھوڑوں کیلئے زہر اور انسانوں کے لئے مقوی غذا بس خرگوش کے تجربہ خرگوش ہی تک محدود رہیں گے انسان تک انکا نفع نہ ہوسکیگا۔

ایک سخت مغالطہ ٹیکہ کی ایجاد میں یہ ہوا کہ اس کی ایجاد جراثیم کے قدیم اصول کے مطابق "یعنی جراثیم امراض کا باعث ہوتے ہیں" کی گئی، مگر اب جراثیم کے جدید تحقیقات نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ جراثیم امراض پیدا ہو جانے کے بعد وجود پذیر ہوتے ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ ۸۷) اس لئے اب یہ بات ثابت نہ رہی کہ جراثیم امراض کا باعث ہیں اور ٹیکہ کا وجود بھی کالعدم ہو گیا کیونکہ ٹیکہ سے جراثیمی تغیرات پیدا کرنیکا کام لیا جاتا تھا۔

کیا یہ ایک سخت مغالطہ نہیں ہے؟ کہ خون جسم سے علحدہ کرکے بذریعہ خوردبین معائنہ کیا جاتا ہے! یاد رکھئے جب خون جسم سے علحدہ ہو جاتا ہے تو وہ حرارت عزیزی جو اس کی محافظ تھی اور اسکو سڑنے اور خراب ہونے سے حفاظت کر رہی تھی اس سے جدا ہو جاتی ہے اور خون کی اصلی حالت میں تغیر آجاتا ہے اور وہ ہرگز قابل اعتماد نہیں رہتا۔ اس خون پر کسی قسم کا قیاس کرنا عقل کے خلاف ہے چہ جائیکہ وہ خون جس کا شوربا متعدد بار بنایا گیا ہو اور اس کو سڑایا بھی گیا ہو میں اس جلد کو اُن تمام کیمیاوی اصول پر نظر رکھ کر لکھ رہا ہوں جو ان مسائل کی تائید کر سکتے ہیں پھر بھی مجھے کوئی دلیل ان کے متعلق قابل اعتماد نہیں ملی اس لئے میں ان تجربات کو وقعت کی نگاہ سے دیکھنے کیلئے

اس وقت تک تیار نہیں ہوں جب تک کہ کوئی دلیل میرے ان خیالات میں تغیر پیدا نہ کر دے۔

جبکہ ٹیکہ کا تجربہ صحیح ثابت ہو جائیگا تو مخلوق کو شہر سے نکالنے کی ضرورت باقی نہ رہیگی

ضمیمہ

نوٹ ضروری متعلق تنقیہ (اس کا بیان مفصل آگے آچکا ہے)
جس وقت گلٹی کے ہمراہ ورم بھی زیادتی کے ساتھ ہو یعنی علاوہ گلٹی کے ورم کی مقدار بھی ایک خاص مرض کی حالت تک پہونچی ہو جو اکثر بغل کی گلٹی میں ہوا کرتی ہے اور فصد میسر نہ آسکے تو ملینات کا استعمال کرائیں۔ مگر مسہل قوی نہ دیا جائے

ہدایت بعض اوقات مریض کے معدہ بیشتر سے ایسے غلیظ ہوتے ہیں کہ مسکنات و مطفیات یا مقویات کا اثر مطلق نہیں ہوتا، اگر ایسی صورت پیش آئے تو بھی ملینات کا دینا جائز ہوگا

ہدایت سرسام کا مفصل بیان آگے گزرا، اس جگہ صرف اسقدر عرض کرنا ہے کہ بعض اوقات محض کمزوری اور بے خوابی بھی ہذیان کا باعث ہوا کرتی ہے، بالخصوص جو تپ جانیکے بعد بھی باقی رہتا ہے اور اُن انجرات کے باعث ہوا کرتا ہے جو وقت شدت تپ دماغ کی جانب صعود کر جاتے ہیں، اس باوجودیکہ تپ کم ہو جاتی ہے مگر ہذیان

باقی رہتا ہے اس حالتمیں روغن بنفشہ کو سر پر ڈالنا زیادہ سود مند سمجھنا چاہیئے
رسالہ ہذا کے صفحہ ( ) پر ایک عجیب واقعہ خون میں خود بخود
آگ لگ جانے کا بیان کیا گیا ہے جواب سے دس بارہ سال پیشتر کا ہے
حال میں ایک اور واقعہ پیش آیا جو اُس پہلے واقعہ کی تائید کرتا ہے وہ یہ
ہے کہ جناب مولوی سید بشارت حسین صاحب جو معزز وکلاء میں سے ہیں
موصوف کی صاحبزادی اس مرض سے علیل ہوئیں سر میں شدت کا درد
تھا اور مریضہ کو سر میں سے آگ نکلتی ہوی معلوم ہوتی تھی سر میں تیل وغیرہ
ڈالے جانے سے تکیہ خراب ہو گیا تھا اس لئے اُس کو دھوپ میں ڈالا گیا
تھوڑی دیر کے بعد وہ تکیہ خود بخود جل گیا، یہ تکیہ جلا ہوا اسوقت تک
موصوف کے پاس موجود ہے اگرچہ اس واقعہ کی نسبت یہ خیال ہو سکتا
ہے کہ تیل کی وجہ سے آگ لگ گئی ہو مگر درحقیقت تیل میں بھیگا ہوا کپڑا
دھوپ سے عام طور پر جلا نہیں کرتا اس لئے قیاس ہے کہ دماغی انجرات
جو تکیہ کے اندر خوب جذب ہو گئے تھے اسی وجہ سے تکیہ جل اُٹھا۔

واللہ اعلم بالصواب

ایک واقعہ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ان ہی ایام طاعونی میں سید میر صاحب
مالک سعید یہ ہوٹل متصل اسٹیشن نام پلی کے اہل خانہ کو پیر کے انگھوٹھے
میں سے بلا کسی زخم کے خون خارج ہوا جس کی مقدار ایک تولہ سے کم

نہ ہوگی، خون ان نشانات سے بہ نکلا جو باریک ہر شخص کے انگلیوں کی کھال میں ہوا کرتے ہیں۔

ہدایت حاملہ اگر اس مرض میں مبتلا ہو تو اکثر حمل ساقط ہو جایا کرتا ہے مگر وہ حاملہ مستثنیٰ رہ سکتی ہے جو پہلے سے حافظ جنین کا استعمال کر رہی ہو، غرضکہ اگر حاملہ کو یہ مرض لاحق ہو تو حافظ جنین ضرور دی جائے، حافظ جنین کا نسخہ علاج الامراض وغیرہ میں لکھا ہوا ہے

ضماد میں حب جالینوس صبر و الو اور شریک کیا یا کرے۔

ہدایت جو ورم نرم ہوتا ہے وہ اکثر منتقل ہوا کرتا ہے، برعکس گلٹی کے، اس لئے نرم اورام کی اطراف سے ایسی حفاظت کرنی چاہئے کہ وہ اسی جگہ پر رہے اور موقع ملتے ہی اس کے اخراج کی تدبیر کیجائے

حقیقی بات یہ ہے کہ مرض طاعون کے اشکال اور علاج اسقدر مشکل ہیں کہ کامل طور پر اُن کا ضبط تحریر میں لانا غیر ممکن ہے اور بجز حکیم حاذق کے وقت پر مناسب تدابیر اختیار کرنا ممکن نہیں، کیونکہ بعض مواقع تو کسی تدبیر کے سوچنے کا بھی موقع نہیں دیتے، یہی وجہ ہے کہ حکماء نے مرض آنے سے پیشتر ہی اسکا علاج شروع کرنے کو لکھا ہے تاکہ یہ موذی قبضہ ہی نہ کرنے پائے

غربا پر اس بیماری کا اثر زیادہ کیوں ہوتا ہے

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ غربا صفائی کا لحاظ چونکہ زیادہ نہیں رکھ سکتے اس لئے ان میں اس مرض کا اثر زیادہ ہوتا ہے، مگر یہ درست نہیں عدم صفائی زیادتی مرض کا باعث ضرور ہو سکتی ہے، لیکن مرض پیدا کرنے میں اُس کو کچھ دخل نہیں -

غربا اور امرا کے مابین حسب ذیل اسباب
باعث تفریق معلوم ہوتے ہیں

(۱) غربا زمینوں پر سوتے ہیں اور بچھانے و اوڑھنے کے لئے اُنکے پاس کافی کپڑا نہیں ہوتا، اور چونکہ مرض کا باعث زمین ہوتی ہے اس لئے ان پر اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) محنت کی وجہ سے غربا کی رگیں اور پٹھے مضبوط اور پھول جاتے ہیں، لہذا اُن کی رگیں خون کو زیادہ جذب کر لیتی ہیں، اس لئے اُن کی رگوں کے اندر خون کی زیادتی ہو جاتی ہے، نیز محنت کرنیکی وجہ سے اوپری جسم کا حصہ تحلیل ہو کر خشک ہو جاتا ہے، غرضکہ غربا کے جسم کی رگیں عام طور پر موٹی اور خون سے بھری ہوی ہوتی ہیں اور بالائی حصہ خشک اور چونکہ اس مرض کی ابتدا رگوں کے خون سے ہوتی ہے اسلئے یہ بیچارے

زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔

(۳) غربا کو مرغن اشیا میسر نہیں آتیں اسلئے ان کے جسموں میں چربی کا مادہ کم پیدا ہوتا ہے لہٰذا مدافعت مرض نہیں کرسکتے۔

(۴) غربا عام طور پر غلہ کی مقدار اپنی غذا میں زیادہ کھاتے ہیں اور امرا کی غذا کے اندر غلہ کی مقدار بہت کم ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ غلہ سے عمدہ خون نہیں پیدا ہوتا، اس لئے غربا زیادہ مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(۵) غربا بیمار ہونے کے بعد فوراً رجوع علاج نہیں ہوتے اسلئے ان کا علاج لاعلاج ہو جاتا ہے۔ امرا معمولی درد سر ہوتے ہی علاج عمدہ طریقہ سے شروع کر دیا کرتے ہیں اس لئے اکثر امراض کے حملہ شدید ہونے ہی نہیں پاتے، غرضکہ خلاصہ یہ ہے کہ اول تو نسبتاً امرا کی تعداد بہ نسبت غربا کے نہایت ہی قلیل ہوتی ہے اس کے علاوہ کچھ دیگر اسباب بھی ایسے ہیں جن کے باعث امرا کی تعداد اس قدر قلیل اس مرض میں مبتلا ہوتی ہے کہ نہ ہونے کے برابر سمجھی جاتی ہے۔

اشتباہ ۵۔ اگر گلٹی کو زیادہ سینکا جائے تو جلد پک جاوے گی یا تحلیل ہو جاوے گی، جب گلٹی میں اچھی طرح مواد آجائے تو شگاف دینے میں کوئی قباحت نہیں، سخت گلٹی کو شگاف دینا باعث تکلیف اور بیکار ہے، اور ابتدا میں شگاف دینا باعث ہلاکتِ مریض، اگر گلٹی چیری جائے تو

اندمال نہایت دشواری سے ہوتا ہے، بلکہ ناسور پڑ جاتا ہے یا فوراً اندمال ہو جاتا ہے اور گلٹی بدستور قایم رہتی ہے، جب گلٹی کے پاس اورم بھی ہو تو کام مشکل ہو جاتا ہے، ان اورام میں متقیح ہونے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ **حلق** کے اندر اگر گلٹی ہو اور بخار جا چکا ہو تو ہڑتال گاؤذنبی کا کشتہ صبح شام دو دو چاول مسکہ کے ساتھ دیں اور شام دن میں حب جدوار (۳ عدد) منہ میں رکھکر کھلائیں۔

نوٹ حب جدوار کا وہی عام نسخہ جو امراض شش و نزلہ میں کار آمد ہوتی ہیں جن کے اندر افیون بھی شریک ہے

نوٹ گاؤذنبی اصلی چونے کے رنگ کی شکل و بدان گاؤ کے ہوتی ہے جو مثل ابرک ہوتی ہے وہ نہ ہونا چاہئیے۔)

پسو کا مسئلہ اس امر سے باطل ہو جاتا ہے کہ ایام وبا میں اکثر اوقات بغلوں اور کنج ران میں درد ہو جایا کرتا ہے اگر پسو سبب ہوتے تو یہ درد پیدا نہ ہوا کرتا یعنی یہ تو ظاہر ہے کہ ایک آدمی کو روزانہ پسو نہ کاٹتے تھا تو پھر درد کا روز ہونا بلا کاٹے ہوئے اس بات کو بتاتا ہے کہ درد کا سبب پسو کا کاٹنا نہیں، اور چونکہ یہی درد ہوتے ہوتے کبھی گلٹی بھی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس کیفیت کی نسبت ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خفیف اثر اس کا نہیں، کیونکہ یہ کیفیت ہوا سے ہو سکتی ہے۔ تمت بالخیر

گلٹی کے متعلق میرا سب سے پہلا خیال یہ تھا کہ درحقیقت یہ بھی چیچک ہے اور کسی وجہ سے کل چیچک کا مادہ ایک جگہ جمع ہو گیا ہے دوسرا خیال اس گلٹی کے متعلق یہ پیدا ہوا کہ یہ گلٹی اس طرح نکلتی ہے کہ رگوں میں سے کسی ایک رگ میں کسی وجہ سے سدہ پڑ جاتا ہے اور سدہ کی وجہ سے خون کا سیلان بند ہونے کے باعث اُس رگ کی جڑ میں یا کسی اور مقام پر خون جم جاتا ہے جس کا نام گلٹی ہے مگر تیسری وجہ گلٹی پیدا ہونے کی جو دیرینہ تجربہ کے بعد میں نے معلوم کی وہ یہ ہے کہ بہ سبب جوش رگ میں سے خون پھیر کر جمتا ہے درحقیقت یہ صحیح سبب ہے

نوٹ بجائے ملینات کے مدرات بغرض تنقیہ ابتدا میں بھی استعمال کرائے جا سکتے ہیں۔

سید سے ران کی گلٹی میں اگر کوئی چیز سود مند ہے تو فصد ہے بشرطیکہ ابتدا میں میسر آ جائے چونکہ یہ اکثر مہلک ہوتی ہے اسلئے اگر فصد نہ ہو سکتی ہو تو ابتدا ہی میں جلاب دیدیں اور گلٹی پر شروع ہی سے ادویہ مفجر و محلل و منضجہ رکھ دیں، اگرچہ تدبیر خلاف اصول ہے اور میں نے ایسا کبھی عمل نہیں کیا، مگر چونکہ اس گلٹی میں خود ہی نجات پانا امید نہیں اس لئے ایسا عمل کرنے کی اجازت اسلئے دی گئی کو ممکن ہے کہ یہ تدبیر صفرا کا اخراج اور بلغم میں ہیجان پیدا کر دے جس سے تواتر کے وقت اشتداد میں کچھ تخفیف ہو جائے۔

میرے ایجاد کردہ عرق کے متعلق عالیجناب افسر الاطبا صاحب کی رائے

عرق جسکو حکیم مولوی بشیر احمد صاحب نے ایجاد کیا ہے واقعی مرض طاعون کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے، ابتک اس سے بہتر کوئی دوا اس مرض کے لئے ایجاد نہیں ہوی۔ خود میں نے اپنے مریضوں پر اس کی آزمایش کی۔ جس سے فی صدی پچھتر کامیابی ہوی، اس کے اجزا نہایت قیمتی اور خوشبودار ہیں، سرکاری مطبوں میں یہی قیمتی عرق وقت طاعون دیا گیا ہے۔

دستخط

حاذق جنگ افسر الاطبا سرکار عالی

خصوصیات کتاب ھذا

(۱) وبا آنے سے قبل وبا کا انتظام کرنا سب سے بہتر علاج ہے۔ اس مقصد کو حاصل
کرنے کے لئے وبا کے آنے کا علم ہونا ضروری امر ہوا کتب طبیہ میں وبا کی خبر دہندہ
علامات لکھی ہیں مگر وہ ایسی آسان نہیں جنکا علم معالج کو اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے
ہو سکے مثلاً لق لق اور ابابیلوں کا اس خطہ سے چلا جانا فصلوں کا خراب ہونا پس
ضروری تھا کہ کوئی اور علامات دریافت کیجائیں جن سے وبا آنے کا آسانی کے ساتھ علم
ہو سکے اس خاکسار نے ایک عرصہ کے تجربہ کے بعد چند ایسی سہل نشانیاں معلوم کی ہیں
جن سے ہر معالج کو بلا کسی دقت کے طاعونی وبا کی اطلاع ایک ڈیڑھ ماہ قبل ہو سکتی ہے جو
اس قدر کافی مدت ہے کہ تمام شہر کا انتظام بخوبی ہو سکتا ہے امداطب میں یہ ایک علمی اضافہ ہے

(۲) مرض خواہ کتنا ہی قوی ہو لیکن اگر ابتدا ہی سے اوسکا علاج شروع کر دیا جائے تو ضرور
نجات ملجاتی ہے۔ جس طرح مدقوق کا اگر پہلے ہی درجہ میں علم ہو جائے تو یقینی نتیجہ صحت نکلتا
ہے اس مرض طاعون کے پہلے درجہ کی دریافت کے طرف کسی نے توجہ نہیں کی حالانکہ یہ نہایت
ہی ضروری اور اہم مسئلہ تھا۔ اس خاکسار نے اس مرض کی خوب چھان بین موقع طاعون
پر مختلف مقامات میں جا کر کی اور اسکی ابتدائی حالت کو معلوم کیا جو اس رسالہ میں درج کئے
جس سے اس مرض کا علاج بالکل آسان ہو گیا ہے۔ بوجہ وقت ملجانے علاج کے اس پہلے درجہ
کو نہایت تفصیل کے ساتھ ایک باب میں ختم کر کے مقدمہ طاعون کے نام سے موسوم کیا گیا

(۳) **الف** حکماء اس مرض کی پیدائش اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مادہ سمی انسان
کے جسم میں داخل ہو کر اعضاء رئیسہ پر اثر کرتا ہے جس سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔
ب گلٹی کے نسبت یہ توضیح ہے کہ اعضاء رئیسہ اس سمی مادہ کو اپنے اوپر سے کسی معمولی

قائم پہنچتے ہیں گویا گلٹی اعضائے رئیسہ کے دفع شدہ مادہ کا نام ہے۔

ج علاج صرف مقویات اور سم دور کرنے والی ادویہ سے بتایا ہے اور گلٹی کے مادہ کا خارج کرنا ضروری سمجھا ہے۔

خاکسار نے ان ہر سہ ۳ امور پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے اور کافی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اصل سبب مرض کا یہ ہے کہ کسی محرک کے باعث خون میں حرارت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور آخر میں احتراق گویا سبب واصلہ سم نہیں ہے بلکہ خون میں جو تغیر غیر طبعی ہو جاتا ہے وہی باعث ہلاکت ہو جاتا ہے۔

چنانچہ جسقدر امراض خون کے مادہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ سب کے سب شدید ہوتے [illegible] ہیں جیسے چیچک وغیرہ کیونکہ خون کی مقدار دوسرے خلطوں سے زیادہ ہے اور تمام جسم میں پھیلا ہوا بھی ہے۔ ان تمام امراض کے نسبت کرتے ہوئے (جو زیادہ خون سے پیدا ہوتے ہیں) طاعونی بخار سب سے اشد ہے۔ پس وجہ ہلاکت شدت مرض [illegible]

اس تحقیقات سے مرض کی نوعیت بالکل بدلجاتی ہے اور جب نوعیت بدل [illegible] تو ظاہر ہے کہ علاج اور نتائج میں بھی فرق آوے گا۔

حکماء نے جو علاج اس مرض کا بتایا ہے بیشک اس سے فائدہ ہوتا ہے [illegible] وہ علاج کوئی خاص علاج نہیں ہے کیونکہ مقویات اور تریاقات تو ہر مرض کی شدت کے وقت دئے جاتے ہیں [illegible] جبکہ وہ ناقابل علاج ہو جاتے ہیں۔

پس یہ طاعون کا کوئی خاص علاج نہ ہوا خاکسار نے اس مرض کا علاج ایک عادی مرض کی طرح تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جس سے اس مرض کے علاج [illegible] تمام دقتیں رفع ہو گئیں۔

فدم (۲) مسائل بالا کی طرح امور ذیل بھی کتب طبیہ کے احاطہ تحریر سے باہر [illegible] اس خاکسار نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھکر طب میں بہت بڑا اضافہ کیا۔

عہ جو اس مرض کے علاج میں لکھے گئے ہیں [illegible]

(۱) گلٹی پیدا ہونیکے وقت کے آثار۔ (۲) گلٹی کا پیدا ہونا ہر مرض کیلئے ضروری نہیں ہے
(۳) گلٹی کا پوشیدہ مقام پر برآمد ہونا۔ (۴) گلٹی باعتبار زمانۂ مرض۔
(۵) گلٹی باعتبار عمر مریض۔ (۶) گلٹی باعتبار مزاج مریض۔
(۷) گلٹی باعتبار رنگ۔ اس بیان میں متقدمین سے کچھ اختلاف مع جواب تحقیقی درج ہے۔
(۸) گلٹی باعتبار مقدار۔ (۹) گلٹی باعتبار تعداد۔ (۱۰) گلٹی باعتبار وجع یعنی درد
(۱۱) گلٹی بلحاظ استقامت جسم اس بیان میں بھی ایک سخت اختلاف مع جواب درج ہے۔
(۱۲) گلٹی باعتبار ملک۔ (۱۳) گلٹی باعتبار جنس۔
(۱۴) وہ عوارضات جو گلٹی ہونے کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں۔
(۱۵) وہ عوارضات جو گلٹی کے ہمراہ لاحق ہوا کرتے ہیں۔

(۵) فصد۔ طب یونانی میں نہایت موثر عمل تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور حقیقت بات یہی ہے کہ جن امراض میں اوسکا کھلانا جائز ہے کوئی اور علاج اسکا مقابل نہیں ہو سکتا۔
ذات الجنب ذات الصدر درد گردہ وغیرہ جیسے شدید امراض اس فصد سے منٹوں میں دفع ہو جاتے ہیں۔

افسوس ہے کہ طاعون جیسے شدید مرض میں اسکا رواج نہیں دیا گیا۔ بعض اطبائے فصد کیلئے طاعون میں لکھا بھی ہے تو اس خیال سے نہیں لکھا کہ خون کی زیادتی اور جوش کی وجہ اسکا اخراج کیا جائے بلکہ اوسی قدیم خیال کے بناپر کہ زہر جسم کے اندر داخل ہو جاتا ہے فصد سے اسکا اخراج کیا جائے۔ چونکہ اس خیال کی بناپر فصد کھلانے میں سموم کی فصد کا مسئلہ زیر بحث ہو جاتا ہے اسلئے اکثر اطبائے اس مرض میں اسکی تردید کی اور فصد کا عمل جاری نہ ہو سکا۔

خاکسار نے اس مرض کی تشخیص ہی ان سب سے جداگانہ کی ہے اور اخراج خون کی غایت ہی دوسری بتائی ہے اسلئے فصد لینے میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں رہی نیز خاکسار نے عملی تجربہ کرکے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا۔ اسکے علاوہ فصد کے ہر موقع کو یعنی نفع اور نقصان ہر دو صورتوں کو

ایسے واضح طور پر لکھدیا ہے کہ کسی موقع پر غور و تامل کی ضرورت ہی باقی نہ رہی گویا اسکے مطالعہ کے بعد عامل کسی خطرہ میں نہیں پڑ سکتا جو معترضین نے بیان کئے ہیں ۔

میرے نزدیک اس مرض میں اگر طبیب کو فصد کا موقع مل جائے تو اس سے زود اثر علاج دوسرا نہیں ممکن ہے جسکا خاکسار نے بارہا تجربہ بھی کیا ہے ۔

ف ۶ اسی بیان کے سلسلہ پر مین نے ملک دکن میں فصد لینے کے جواز کے متعلق بھی مدلل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ فصد ملک دکن میں کھلائی جاسکتی ہے اور ثبوت میں تاریخی حوالے کتب معتبرہ سے بہم پہونچائے ہیں ۔ یہ بھی ایک اہم مسئلہ تھا جس کے باعث بہت سے قابل علاج مریض جوان مرگ ہو جایا کرتے تھے جو آئندہ انشاء اللہ نجات حاصل کیا کریں گے ۔

ف ۷ جونکہ جونک کا عمل کچھنی کے خون خارج کرنیکی غرض سے کیا جاتا ہے مگر بعض موقع پر مفید اور بعض پر مضر ہوتا ہے چونکہ اسکے کوئی قواعد خاص اس مرض کے متعلق تحریر نہ تھے اسلئے مریضوں کو بعض وقت اس عمل سے نقصان کا خمیازہ برداشت کرنے پڑتا تھا مین نے اس مرض کے لئے جونک لگانیکے قواعد مقرر کردئے جس سے نقصان کا احتمال رفع ہو گیا ۔

ف ۸ چونکہ یہ مرض شدید ترین امراض میں سے ہے اسلئے اس میں بہت سی شاخیں پھوٹ پڑتی ہیں جیسے سرسام ۔ دہر کا صفراوی قئے ۔ قبض ۔ خون کی قئے ۔ بیہوشی ۔ ذات الجنب ۔ پسینہ ۔ ذات الصدر ۔ بھوک ۔ پیشاب کا بند ہونا ۔ سانس کا چلنا وغیرہ میں نے ان سب کو ایک جگہ مع علاج درج کردیا ہے تاکہ معالج کو وقت ضرورت کسی اور جگہ سے مطالعہ کی ضرورت باقی نہ رہے نیز اس امر کا علم ہو جائے کہ اس مرض کے ساتھ یہ امراض بھی لاحق ہو جایا کرتے ہیں ۔ اور وہ کیوں پیدا ہوتے ہیں اسطرح یہ کتاب بالکل مکمل ہو گئی ہے ۔

ف ۹ اطباء سے اختلاف کی وجہ اور جدید امورات کا دریافت ہونے کا سبب صرف یہ ہے کہ مین نے بذات خود ہر امر پر وقت علاج غور کیا اور مکرر تجربہ کرنیکے بعد جو امر ثابت ہوا خواہ وہ اطباء کے موافق تھا یا مخالف اُن کو اس رسالہ میں درج کر دیا ۔

ف ۱۰ کتاب کے اختتام پر چند واقعات عجیب و غریب لکھے گئے ہیں ۔

شہر حیدرآباد کے مشہور و معروف طبیب جناب حکیم مولوی محمد مقصود علیخان صاحب معتمد انجمن اطباء

" فخر الاطباء مولوی حکیم نصیر احمد صاحب کے اس رسالہ کو میں نے شروع سے آخر تک پڑھا ہے حکیم صاحب نے مجددانہ طریقہ سے طاعون پر بحث کی ہے اور اسکے اسباب و علامات اور علاج پر محققانہ نظر ڈالی ہے مجھے یقین ہے کہ اطباء نیز عام لوگ بھی اگر اسکا بغور مطالعہ کرینگے تو ضرور اپنے علمی معلومات میں اضافہ پائینگے میں اس تالیف کے واسطے حکیم صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں "

فاضل اجل عالم بیبدل جناب مولانا مولوی حکیم عبد الرحمن صاحب محدث سہارنپوری مصنف کتب طبیہ

میں نے اس کتاب کو اکثر مقامات سے پڑھوا کر سنا جس سے مولف کے تجربہ اور علم کی وسعت معلوم ہوتی ہے پیرایہ بیان ایسا آسان و سلیس ہے جس سے ہر گروہ مستفید ہوسکتا ہے۔

ٹیکہ کا بیان اور اوسکے متعلق بعض ڈاکٹروں کا اختلاف اور ہمارے فن طب کی حیثیت سے اس پر تنقید قابل ستائش ہے۔

مجھکو قوی امید ہے کہ یہ کتاب اسکی کافی ضمانت ہے کہ مولف کا جس طریقہ سے بھی ہو قدر افزائی کی جائے گی حکیم صاحب مولف کتاب کا وجود عام مخلوقات کے لئے مفید ہوگا۔ واللہ المستعان

امید التسکان۔

کہنہ مشق دیرینہ تجربہ کار حکیم ابن الحکیم حکیم نذیر احمد صاحب اٹاوی

مین نے کتاب مسمی "حقیقت الطاعون مع علاج المامون" مصنفہ جناب مولوی حکیم شبیر احمد صاحب ایڈیٹر المعالج کو ابتدا سے انتہا تک اچھی طرح دیکھا طرز تحریر یعنی بیان مسائل بالکل قدما کی طرح ہے جن مسائل میں قدیم اطباء سے اختلاف کیا گیا ہے اُن پر مین نے بہت غور کیا اور ہر طرح حکیم صاحب موصوف ہی کی راے اور دلائل کو قوی پایا۔ جس طرح حکیم صاحب نے حکماء سے اختلاف کر کے ایک جدا راے قائم کی ہے اس طرح جدید تحقیقات کے مسائل سے اختلاف کر کے ایک صحیح فیصلہ کیا ہے اور سب سے پسندیدہ بات یہ ہے کہ بیان کو عقلی دلائل سے مزین فرما کر تعصب کی بو سے کتاب کو پاک وصاف رکھا ہے مین نے اس زمانہ کے تصنیف شدہ مرض طاعون کے متعلق تمام رسائل جو مجھے دستیاب ہو سکے مقابلہ کی غرض سے دیکھے مگر اس پایہ کا رسالہ ایک بھی نہیں پایا وہ سب کے سب ایک تالیفی صورت رکھتے ہیں تصنیف کا مرتبہ صرف اسی رسالہ کو دیا جا سکتا ہے طبیب اور غیر طبیب ہر دو کے لئے نہایت مفید اور قابل قدر رسالہ ہے